

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Rabwah
پیشہ - رابواہ
خواجہ عبدالغنی
1928

THE ALFAZL QADIAN

الفضل المنجبار قادیان

جماعت احمدیہ کراچی جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وہ ہدیٰ نے جاری فرمایا

جلد ۱۵

مطابق ۱۳ شوال ۱۳۴۶ھ

یوم جمعہ

مورخہ ہر ایپریل ۱۹۲۸ء

نمبر ۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لندن میں شاہ کابل کا پریشاں خیمہ

المنیہ

جماعت احمدیہ لندن کی طرف سے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔
حافظ روشن علی صاحب اور مولوی ابرار تاملہ صاحب
بلتھ دہلی سے واپس آئے ہیں۔
مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کھل گئے ہیں۔ احباب کو چاہیے کہ بچوں کو جلد بھیج دیں۔
مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے احباب آنے شروع ہو گئے ہیں۔

پرنسپل شاہ کابل اور ملکہ کابل کے لندن میں ورود پر جماعت احمدیہ لندن نے جس میں نو مسلم انگریز مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ مولانا عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے امام مسجد لندن کی قیادت میں حسب استطاعت نہایت پریشاں خیمہ قائم کیا۔ اس موقع پر نہایت جلی اور خوبصورت انگریزی الفاظ میں خوش آمدید کا نہایت دلکش اور شاندار بہت بڑا پوسٹر شائع کیا جس کے وسط میں مسجد احمدیہ لندن کی تصویر اسلامی نشان قائم کر رہی تھی۔ علاوہ ازیں ایڈریس بھی پیش کیا جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔
پرنسپل شاہ کابل اور ملکہ کابل کے لندن میں ورود پر جماعت احمدیہ لندن نے جس میں نو مسلم انگریز مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ مولانا عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے امام مسجد لندن کی قیادت میں حسب استطاعت نہایت پریشاں خیمہ قائم کیا۔ اس موقع پر نہایت جلی اور خوبصورت انگریزی الفاظ میں خوش آمدید کا نہایت دلکش اور شاندار بہت بڑا پوسٹر شائع کیا جس کے وسط میں مسجد احمدیہ لندن کی تصویر اسلامی نشان قائم کر رہی تھی۔ علاوہ ازیں ایڈریس بھی پیش کیا جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔
پرنسپل شاہ کابل اور ملکہ کابل کے لندن میں ورود پر جماعت احمدیہ لندن نے جس میں نو مسلم انگریز مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ مولانا عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے امام مسجد لندن کی قیادت میں حسب استطاعت نہایت پریشاں خیمہ قائم کیا۔ اس موقع پر نہایت جلی اور خوبصورت انگریزی الفاظ میں خوش آمدید کا نہایت دلکش اور شاندار بہت بڑا پوسٹر شائع کیا جس کے وسط میں مسجد احمدیہ لندن کی تصویر اسلامی نشان قائم کر رہی تھی۔ علاوہ ازیں ایڈریس بھی پیش کیا جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

آریوں کی اشتعال انگیزی

آریوں کی اشتعال انگیزی

آریوں کی اشتعال انگیزی کے ساتھ تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور فضا کے فضل سے ان کی مساعی کے نیک نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب ایچ اے حلقہ فرخ آباد کی اطلاع منظر ہے۔ کہ موضع اکبر پور کے لوگ پچھلے آریوں کی باتوں میں آکر اشد ہونے پر بالکل آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور میرے سمجھانے سے آریوں کو سخت ناکامی ہوئی۔ اس پر انہوں نے وہاں کے ہندوؤں کو اکسایا۔ کہ ان غریب مسلمانوں کو تکلیف پہنچائیں اور انہیں کہا۔ کہ اگر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی۔ تو ہم تمام اخراجات برداشت کریں گے۔ چنانچہ اس اشتعال کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ہندو دکھا کروں نے مسلمانوں کا ایک ٹھیت کاٹ لیا۔ اور جب ان سے دریافت کیا گیا۔ تو ایک آریہ نے ایسی جھگڑائی برپا کرنے پر شاردے پر لگا لیا۔ کہ تم لوگ ہمارے ہنسے سے اشد نہیں ہو گئے تھے۔ اور خوار خواہ ہمارا رویہ خراج کرایا تھا۔ اس لئے یہ تو ابھی کچھ نہیں ہوا آئندہ دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ اس پر مسلمانوں نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا ہے۔

یہ امر دنیا پر واضح ہو گیا ہے۔ کہ مذہبی رشتہ کہ جس سے تمام مسلمان بندھے ہوئے ہیں۔ ہر قسم کے امتیاز نسل درنگ اور ملک وزمین سے بلند تر ہے۔

یورمجیٹی! اسلام کی تعلیم کی بے شمار خوبیوں میں سے اپنے اثرات اور نتائج کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہم وہ عالمگیر اخوت اور مسادات کی تعلیم ہے۔ جس میں ایک حکمراں اور مزدور برابر سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ یورمجیٹی اس پیش قیمت اصل کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ بھی ایک وجہ ہے۔ جس سے ہمارے دلوں میں یورمجیٹی کی توقیر اور بھی زیادہ ہے۔ ہمیں وہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں۔ جو یورمجیٹی نے ہندوستان میں ایک ایڈریس کے جواب میں فرمائے۔ اور جو یہ ہیں۔

” میری مملکت میں ہندوستانی افغانوں کے ساتھ محبت و آشتی سے رہتے ہیں۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اور وہ بھائی بھائی کی طرح رہتے ہیں۔ افغانستان میں قوم و مذہب کی کوئی تفریق نہیں۔ میں اپنے ملک میں ہر ہندوستانی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور ہماری ہمان نوازی ہر ایک کے لئے کشادہ ہے۔ ان سے بھی زیادہ انمول ناقابل فراموش اور شہری حروف سے لکھے جانے کے قابل یورمجیٹی کے حسب ذیل الفاظ ہیں۔

” میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال تمام دنیا کے مسلمانوں سے خوش ہو۔ وہ ایک دوسرے کو یکساں سمجھیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردانہ اور بردارانہ سلوک کریں اور کسی سے نا انصافی نہ کریں۔ میں پھر تم کو نصیحت کرتا ہوں اور بار بار متنبہ کروں گا۔ کہ مذہبی جنون اور جاہل ملانے تم کو راہ راست سے ہٹکا نہ دیں۔“

مذہبی جنون اور تعصب دنیا کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں۔ لیکن یورمجیٹی سے نہایت عاجزی سے اجازت لیتے ہوئے ہم اس موقع سے فائدہ اٹھا کر عرض کرتے ہیں۔ کہ ہمارے دل اپنے ان ہم مذہبوں کے جھگڑاؤں اور الفاظ سے نہایت بری طرح مجروح ہیں۔ جو ہمیشہ تبلیغ اسلام کے لئے کے شائق ہیں۔ یورمجیٹی اس امر سے ضرور آگاہ ہوں گے۔ کہ مغرب میں یہ غلط خیال موجود ہے۔ کہ اسلام نے اپنی اشاعت کیلئے تلوار کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ یورمجیٹی ایسی مقتدر ہستی اور مسلم حکمراں کی وہ تقریر جس سے ہم نے مذکورہ بالا الفاظ نقل کئے ہیں۔ اس الزام کی پوری طور پر تردید کرتی ہے۔ مگر ہم پھر عرض کریں گے۔ کہ مغرب میں آپ اسلام کی عالمگیر اخوت پر متناہی زیادہ زور دیں گے۔ اتنا ہی ہمارے اور تمام دنیا کے لئے مفید ہوگا۔

ریت آوری کی سعید تقریب پر صدق دل سے خوش آمدید من کرتے ہیں۔

یورمجیٹی۔ آپ کے سفر مغرب نے تمام دنیا میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اس کی توقع تو پہلے ہی تھی۔ مگر اس حد سے برصغیر ہوئی دلچسپی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ پہلا موقع ہے۔ کہ ایک آزاد اور خود مختار مسلمان بادشاہ نے مغربی حکومتوں کے مراکز کی سرکاری طور پر سیاحت فرمائی ہے۔ مزید براں ہم اس حقیقت کو زیادہ وضاحت سے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جس طریق سے مختلف یورپین حکومتوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا ہے۔ اور جو نہ صرف آپ کے شاہانہ اعزاز کے شایاں ہے۔ بلکہ اس میں دوستانہ ہمان نوازی کی روح بھی پائی جاتی ہے۔ وہ سب یورمجیٹی کی ان علی اور سرگرم کوششوں کی خوبیوں کا کھلا اعتراف ہے۔ جو آپ اپنے ملک کو دوسرے ہندب ممالک کا ہم پلہ بنانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اور وہ اصلاحات جو اندرون ملک جاری فرما رہے ہیں جس حیرت انگیز طریق سے یورمجیٹی نے اپنی قوم کی جو کہ پرانی لکیر کی فقیر اور آبائی رسم و رواج عادات و اطوار اور خیالات کی نہایت سختی سے پابند پھلی آتی تھی۔ مز معاشرت مٹوڑے سے عرصہ میں بدل دی ہے۔ یقیناً یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس نے یورمجیٹی کے لئے موجودہ زمانہ کے روشن دنوں حکمرانوں کی صف اول میں ایک استتاری جگہ پیدا کر دی ہے۔ جس اخلاص اور عقیدت کا ان ممالک کے لوگوں نے جہاں کی یورمجیٹی نے سیاحت فرمائی ہے۔ ثبوت پیش کیا ہے وہ نہ صرف یورمجیٹی کی افغان رعایا کے لئے ہی بلکہ جلاوطن اسلام کے لئے بھی باعث افتخار و اطمینان ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان یورمجیٹی کو اپنا ایک لیڈر اور حامی اسلام یقین کرتے ہیں۔

یورمجیٹی! دلی مسرت و شادمانی کا وہ کٹھنٹھیں مارنا ہوا سمندر جس کا مظاہرہ یورمجیٹی کے ہم مذہبوں نے یورمجیٹی اور ملک کے درود ہند و مصر کے موقع پر کیا۔ اس محبت و توقیر کا ایک ادنیٰ سا اظہار تھا۔ جو حضور کے ہم مذہبوں کو مملکت افغانستان اور خصوصاً یورمجیٹی کی ذات گرامی سے ہے۔ وہ آپ کے ملک کو اسلام کی مٹی ہوئی شان و شوکت کی ایک قیبتی یادگار سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی ذات گرامی کو اس شاہانہ نمکنت اور سادگی کا حامل تصور کرتے ہیں۔ جو زمانہ ماضی میں شاہان اسلامی کے امتیازی نشانات میں سے تھی یورمجیٹی! آپ کا سفر یورپ اپنے اندر خواہ کتنے ہی سیاسی فوائد رکھتا ہو۔ اور اس سے افغانستان کو خواہ کتنے ہی شاندار اور دیر پا فوائد حاصل ہوں۔ اس سے یقیناً

ایک عالم دین کی ضرورت

جماعت احمدیہ لکھنؤ کو ایسے مہم نواز کی ضرورت ہے۔ جو بچوں کو خاطر خواہ طور پر دینی تعلیم دے سکے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی ان کو پڑھا سکے۔ علاوہ ازیں درس قرآن و حدیث میں اتنی قابلیت رکھتے ہوں کہ جماعت میں درس بھی دے سکیں۔ جو صاحب اس خدمت دینی کو سر انجام دینے کیلئے رضامند ہوں۔ وہ اپنے اخراجات کے متعلق بابواجر جان صاحب احمدی۔ دفتر ڈی۔ اے۔ ڈی۔ اے۔ ایس لکھنؤ کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

القض **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** ل

ہندو جاتی کی تنگ نظری

مولانا محمد علی صاحب سے بڑھکر ہندوؤں کی رفاقت حاصل کرنے اور ان کی دلداری کا کوئی موقع نہ جانے دیا شاید ہی کوئی شخص ہو۔ اس بات کا اعتراف خود ہندوؤں کو بھی ہے لیکن آخر ساٹھ سال کے تقریباً اور ہندوؤں کی رفاقت نہ ہونے پر بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہندو جاتی جو تنگ نظری اور کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ اور اس قوم پر اعتماد کرنا اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈالنا ہے چنانچہ مولانا اپنے اخبار "تجدد" (۲۸ مارچ) میں لکھتے ہیں:-

یقیناً ہندو جاتی سارے عالم میں اپنی تنگ نظری میں نمایاں ہے۔ دنیا بھر میں کسی ملت نے اس تنگ نظری کا ثبوت نہیں دیا کہ خود اپنے ہی فرقوں کو اچھوت سمجھا ہو۔ سب ہندو نہ ایک دوسرے کو بیٹی دے سکتے ہیں۔ نہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھکر روٹی کھا سکتے ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ سب ہندو ایک ہندو تنگ نظری میں بجا نہیں ہو سکتے۔ نہ سب جگہ سب کے لئے عام سرکس ہی کھلی ہوتی ہے۔ جو جاتی اس درجہ خود غرضی کا شکار ہے۔ اس پر دوسری ملتیں کس طرح اعتماد کر سکتی ہیں؟

پہلے پوچھو۔ تو ان الفاظ میں مولانا نے اپنے ساٹھ سال کے ذاتی تجربہ کا نتیجہ بیان کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے۔ جو ہندوؤں پر بغیر اپنے حقوق کا تصفیہ کے اعتماد کرنے سے پیش آسکتا ہے۔ وہ تنگ جو یہ کہتے ہیں کہ پہلے ہندوؤں سے فکرموراجیہ حاصل کرو۔ پھر ہندو مسلمانوں کے حقوق کا تصفیہ ہو جائیگا۔ انہیں مولانا کے مندرجہ بالا الفاظ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور خود کرنا چاہئے۔ کہ وہ کس جاتی پر اعتماد کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔

آریہ سماج کی طرف سے مسلمانوں کی دلآزاری

ہندوستان کی بدقسمتی سے دلآزاری اور اشتعال انگیزی کا مکروہ مشغلہ آریہ سماج کو اس قدر مرغوب اور پسندیدہ ہے کہ ملک کی ہر قوم اور ہر جماعت اس کے باغیوں نالوں سے مسلمانوں کے خلاف ان کی صفت آرائی تو ایک ظاہر بات ہے۔ عیسائی سکھ اور دوسرے اہل مذاہب بھی ہمیشہ ان کی جنگجو یا نہ سپرٹ کے شاکی ہیں۔ اور تو اور مسلمان دھرمی بھی کہ جن کے روپیہ سے بول ہندو گزٹ ہر در آریہ سماج اپنا گراہ کن پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ آریوں کی اس عادت سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ ہی اخبار اپنی ۲۲ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ ہم آریہ سماجی اصحاب کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ موجودہ اتحاد و سنگٹھن کے زمانے میں ان کارروائیوں کو ترک کر دیں۔ جن سے مسلمان دھرمیوں کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ کیا اکیس کروڑ مسلمان دھرمی یہ سوال آریہ سماج سے نہیں پوچھ سکتے۔ کہ ہماری مذہبی آزادی کا خون کیوں کیا جا رہا ہے؟

ہندو گزٹ کی اس تمنا میں ہم بھی اس کے شریک ہیں۔ اور آریہ سماجی جذبات کے احترام کی عادت پیدا ہو۔ اور ہم امید رکھیں۔ کہ ہمیں دھرم فساد نامہ پیدا ہو جائے گی۔

قادیان دارالامان مورخہ ۶ اپریل ۱۹۲۸ء

اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں کی نمائش

یہ ہے۔ کہ ان کو کسی نہ کسی طرح قابو رکھا جائے۔ جو لوگ کسی اچھوت کے باغیوں میں لگے ہیں۔ دلہنے سے بھی یہ بچتے ہوں۔ کہ وہ ناپاک ہو گئے ہیں۔ اور جو کپڑوں سمیت نہانے کے بغیر پوتر نہ ہو سکیں۔ ان سے قطعاً توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ کبھی ان اقوام سے کھانے پینے یا پیاہ شادیوں کے تعلقات پیدا کریں گے۔

اس وقت اچھوت اقوام میں خاص طور پر بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور اگرچہ ان میں سے بعض لوگ ہندوؤں کی طرف سے کسی نمائش اور عارضی سلوک کی وجہ سے اپنے جائز مطالبات سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ دست برداری نہ تو مساری قوم کی طرف سے ہے۔ اور نہ ہی سنبھل ہے۔ جس وقت بھی ان کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہندو انہیں قطعاً معاشرتی اور مذہبی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ پھر اپنی لوگوں میں جا شامل ہوتے ہیں۔ جو ہندوؤں کے نارد سلوک سے نالا کناں ہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ ان اقوام کو اٹھانے اور انسانی حقوق دلانے کے لئے ہر طرح ان کی مدد کریں۔ اور عرصہ دلائیں۔ اس وقت اگر مسلمان ان کی طرف سے کوئی بھی توجہ کریں۔ تو اس کے نہایت ہی شاندار نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔

آریہ سماجی ان لوگوں کے متعلق جنہیں قرون سے "اچھوت" کے ناپاک لفظ سے موسوم کرتے چلے آتے ہیں۔ ملکی اور سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے اس بات کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اپنی لٹاڑ میں شریک رکھیں۔ اور اس کے لئے انہیں عجیب و غریب ٹپکے دیتے رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے دلوں میں "اچھوت" لوگوں سے ایسی نفرت اور حقارت جاگزیں ہے۔ جو کسی صورت میں بھی دور نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کے نمائشی میل لاپہ کی حقیقت خود آ ہی کھل جاتی ہے۔ چند ہی دن ہوئے آریوں نے "اچھوت" اور "اچھوتوں کے متعلق لاہور میں ایک جلسہ کیا جس میں پنڈت مالوی صاحب کو بھی بعد میں دست و ساجت یہ دکھانے کے لئے شریک کیا۔ کہ سنا سنی ہندو بھی "اچھوتوں" کو اپنے ساتھ ملانے کی تحریک میں شریک ہیں۔ پنڈت صاحب اس جلسہ میں شریک تو ہو گئے۔ اور اپنے آپ پر جبر کر کے انہوں نے یہ بھی گوارا کر لیا۔ کہ وہ بھی لوگوں کے باغیوں اپنے گلے میں بار ڈالیں۔ جس سے آریہ سماجیوں کے دماغ آسمان پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ اب اچھوتوں کو ان کی محبت اور ہمدردی میں کوئی شبہ نہیں رہیگا۔ لیکن اس نمائش سے لوٹنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلے جو کام کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ کپڑوں سمیت اشتعال کیا۔ چنانچہ لاہور کانسٹنٹ دھرمی روزنامہ ہمیشہ لکھتا ہے:-

رہا سہ دھرم شاستر یہ ضرور بتلاتے ہیں۔ کہ ایسے موقع سے واپسی پر کپڑوں سمیت اشتعال کرنے سے دو ج پاک ہو جاتا ہے۔ اور ہم اس امر کے عینی شاہد ہیں۔ کہ پوجیہ پنڈت مالوی جی نے اس نمائش سے لوٹتے ہی کپڑوں سمیت اشتعال کیا تھا۔ پنڈت مالوی جی کا یہ عمل اور معاصر ہمیشہ کی یہ شہادت ثبوت ہیں۔ اس بات کا۔ کہ اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں اور آریوں کی طرف سے جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ محض نمائش ہے۔ اس کی غرض یہ نہیں۔ کہ اچھوت لوگوں کو انسانی حقوق دے جائیں بلکہ

امریکن مال کا بائیکاٹ اور ہند

مس مپونے اپنی کتاب میں ہندو تمدن اور رزم و رواج کے متعلق جو کچھ لکھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس کا ایک حصہ ضرور واقعات کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ اور خود ہندوان خرابیوں کے قائل اور ان کو سوائی سے دور کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہندوؤں نے اس کتاب پر بہت شور و آوازاں کیا۔ اور مس میو کو بہت کچھ سخت سست کہا گیا۔ اذنا اب آریہ اخبار طاپ ۲۳ مارچ کی تجویز ہے۔ کہ مس میو کے اس جرم کی سزا میں امریکن مال کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

”اگر ملک کی غیرت کوئی تقاضا کرتی ہے۔ تو امریکہ کی ان تمام چیزوں کو بائیکاٹ کرنا ہوگا۔ یہ بائیکاٹ اس وقت تک جاری رہنا چاہیے جب تک کہ امریکن گورنمنٹ مس میو کی گندگی کے پلندے کو ضبط نہ کرے۔ اور مس میو کو معافی مانگنے پر مجبور نہ کرے۔ ہم اور بتا آتے ہیں۔ کہ مس میو کے اعتراضات کا ایک حصہ خود ہندوؤں کے نزدیک صحیح ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس تصنیف میں امریکن قوم کا کوئی قصور نہیں۔ یہ ایک لفرادی فعل ہے۔ جس کا حامل مس میو کے سوا دوسرا کوئی شخص نہیں۔“

اس کے برعکس ہندو قوم کی طرف سے بھی کئی ایک کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ جو مس میو کی تصنیف سے زیادہ فحش خلاف تہذیب اور سراسر انتہا پر دازی کا مجموعہ ہیں۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ انفرادی نہیں۔ بلکہ ایک باقاعدہ اور منظم سازش کے ماتحت شائع ہو رہی ہیں۔ اور یہ خیال بلاوجہ نہیں۔ ہندوؤں نے ایسی کتابوں کے شائع کرنے والوں کی گورنمنٹ کی طرف سے نوٹس لئے جانے پر ہر رنگ میں جواب دہی کی ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے۔ اب اگر مسلمان طلبہ ہی کے تجویز کردہ طریق کو ہندو قوم کے لئے تجویز کریں۔ تو کیا طلبہ ان کی تائید کر کے اپنی انصاف پسندی کا ثبوت دیگا۔

عجیب بات ہے۔ کہ جو لوگ کبھی ایک گندی اور ناپاک تصانیف سے مسلمانوں کے دل زخمی کرنے اور مسلمانوں کی خطرناک اقتصادی پستی اور غربت و افلاس کے باوجود ہمارے خلاف یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ ہم کیوں مسلمانوں کو بھی جوابی چھوٹ چھات کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ محض ایک عورت کی انفرادی حرکت سے کہ وہ بھی بہت کچھ حقائق پر مبنی ہے۔ تمام امریکہ کے بائیکاٹ کی تجویز کی ہے یہاں

ہما بیر دل اور مسلمان

ہندوستان کی مختلف اقوام میں اتحاد و

احساس آج بہت زور دل پر ہے۔ اور اس کے لئے اپنے اپنے خیال کے مطابق ہر جماعت مقدور بھر کوشش کرنے کی دعوت دیا ہے۔ مگر ہمارے ہندو دوست اس دعویٰ میں سب سے آگے ہیں۔ اور ہندو معاشرہ میں اپنی قوم کو ملک کی صحیح خدمت گزار اور حریت و آزادی کی حاد علم بردار ثابت کرنے کے لئے لڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ مگر حقیقت کیا ہے۔ سنئے۔ ہما بیر دل دہلی کے سالانہ جلسے پر تقریر کرتے ہوئے مقرر اپنے اس قول کے قیام کے اغراض و مقاصد کی تشریح حسب ذیل الفاظ میں کی ہے۔

”ہما بیر دل وہی کام کرنے گا۔ جو پراچین ہما بیوں (ہنومان اور ان کے ہمراہی) نے کیا تھا۔ اب راون سے بھی زیادہ خطرناک لوگ یہاں کام کر رہے ہیں“ (مدینہ ۲۵ مارچ)

ہما بیر دل ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بلا تہیز و تہیب و ملت عوام کی بے لوث خدمت کرنے والی سوسائٹی ہے۔ اور اس کا انتظام و انصرام بھی سائنس و ہنر و فنون میں ہوتا ہے۔ جو عام طور پر آریہ سماجیوں کی نسبت صلح جو اور امن پسند تسلیم کئے جاتے ہیں۔ پس اگر ایسی جماعت کی بنیاد ایسی مقاصد پر ہے۔ تو دوسری سوسائٹیوں کی حالت کا جو ہر عام مسلمانوں کی مخالفت کرتی ہیں۔ اندازہ خود ہی کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر ہندوؤں کے اس دعویٰ کی حقیقت بھی باسانی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ملک میں اتحاد پیدا کر رہے ہیں۔

شادی کیلئے لڑکیوں کی رضامندی

الفضل کے ایک گذشتہ پرچم میں حضرت مرزا شیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت کا ایک نہایت ضروری اعلان نکاح کے معاملہ میں لڑکی کی مرضی دریافت کرنی ضروری ہے، کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اسلام نے جہاں عورتوں کے دوسرے حقوق کی حفاظت کا انتظام کیا ہے۔ وہاں انہیں یہ بھی حق دیا ہے۔ کہ نکاح کے بارے میں ان کی منشا کا لحاظ رکھا جائے۔ لیکن انہیں یہ سمجھنا اس کی طرف بہت کم التفات کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کئی ایک لڑکیاں نکاح کے بعد ایسی مشکلات اور تکالیف میں پھنسی جاتی ہیں جن سے جیتے جی چھٹکارا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تو ایسے دردناک اور روح فرسا واقعات رونما ہوتے ہیں جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حال میں کلکتہ کی ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں مذکور ہے۔ کہ ایک نوجوان لڑکی نے اپنی ساری کو آگ لگا کر اس لئے خودکشی کر لی۔ کہ اس کے والدین ایسے فاندان میں اس کی شادی کرنا چاہتے تھے۔ جہاں وہ اپنے لئے مصائب کے سوا کچھ نہیں دیکھتی تھی اس نے اپنے والدین پر اپنی ناراضا مندی کا اظہار بھی کر دیا۔ مگر ان ظالموں نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ آخر لڑکی نے

والدین کی غیر حاضری میں ایک کمرہ میں داخل ہو کر اپنے کپڑوں کے مٹی کے تیل سے ترکے آگ لگائی۔ اور کسی قسم کی مدد پہنچنے سے قبل تری طرح جل گئی۔ اور ہسپتال پہنچ کر مر گئی۔ یہ بالکل تازہ واقعہ ہے۔ اور ہندوؤں میں آئے دن ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اور یہاں شادی کے معاملہ میں لڑکیوں کی منشا اور رضامندی کا پورا پورا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ہو سکتا ہے۔ کہ بعض حالات میں کسی لڑکی کی مرضی قرین مصلحت نہ ہو۔ ایسی حالت میں اسلام نے والدین اور سرپرستوں کو ولایت کا جو حق دیا ہے۔ اسے ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن اس رنگ میں کہ اس میں لڑکی بہتری اور بھلائی مد نظر ہو۔

شادی کیلئے عمر کی تعیین

ہندو دھرم میں چونکہ قایمیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے انہیں بہت سی مشکلات پیش آتی رہتی ہیں۔ اس لئے آئے دن ان کی طرف سے یہ کوشش جاری رہتی ہے۔ کہ مجلس قوانین ساز کے ذریعے قوانین بنا کر ملک میں رائج کرائیں۔ ہندو اپنے متعلق تو جو قانون چاہیں۔ جاری کرائیں۔ لیکن انہوں نے اس کی بات یہ ہے۔ کہ ان کی اس قسم کی تجویزوں میں سے بعض میں خواہ مخواہ مسلمانوں کو بھی گھسیٹ لیا جاتا ہے۔ اس کی تازہ مثال راس صاحب ہر بلاس شارد اکا دہ ہے۔ جو انہوں نے ہندوؤں میں شادی کی عمر کی تعیین کے لئے اسمبلی میں پیش کیا تھا۔ اور جو منتخب کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ معلوم ہوا ہے اس کمیٹی نے بل میں کئی تبدیلیاں کر دی ہیں۔ انہی تبدیلیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ بل صرف ہندوؤں کے لئے ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام اقوام کے لئے ہوگا۔ یعنی مسلمانوں پر بھی عائد ہوگا جس میں لڑکی کی شادی ۸، ۱۸ سال اور لڑکی کی ۱۲ سال سے کم عمر میں کرنا جرم قرار دیا جائیگا۔ اور اس کی سزا ایک ماہ قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوں گی۔

قانون کے ذریعے شادی کی عمر کی تعیین کو مسلمان اپنے مذہب میں درست اندازی قرار دینے میں حق بجانب ہوں گے۔ کیونکہ اسلام نے اس بارے میں قطعاً کوئی پابندی نہیں رکھی۔ اور ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ اسلام کی مقدس ہستیوں اس قانونی عمر سے کم عمر میں شادیاں کیا ہیں پس اس بل کا مسلمانوں پر اطلاق قطعاً قرین مصلحت نہیں ہے۔ مسلمان عام طور پر پہلے ہی صغیر سنی کی شادی کے عادی نہیں ہیں۔ اور سو کسی خاص مجبوری اور مصلحت کے وہ بھی مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ لڑکی لڑکے کے قوی تکمیل تک پہنچ جائیں۔ تب ان کی شادی ہو۔ لیکن باوجود اس کے وہ یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اس بارے میں گورنمنٹ کوئی پابندی عائد کرے۔ البتہ اگر بعض حالتوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ تو پھر ممکن ہے

مسلمانوں کی رضامندی اور ہندوؤں کی

مردہ پر وہ اور اسلام

حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشادات عالیہ

حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام نے ایک صاحب کے استفسار پر مردہ پر وہ کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ ناظرین کرام کے مطالعہ کے لئے درج ذیل کیے جاسکتے ہیں۔ اس وقت اس مسئلہ نے مسلمانوں میں عجیب صورت پیدا کر رکھی ہے۔ ایک تو وہ طبقہ ہے جو پرانی رسم و رواج اور بیجا پابندیوں کو اسلامی پر وہ قرار دیتا ہے۔ اور دوسرا طبقہ گروہ پیش کے حالات۔ دوسری قوم کی عورتوں کی لا دو پاش اور بیٹی آمدہ ضروریات سے متاثر ہو کر پر وہ سے بالکل آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ کہ وہ فرقہ پرستی اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے ناواقف ہو کر اپنے اجداد کی عادتوں سے متاثر ہو کر اپنے اجداد کے لئے نہایت شرمناک و بے وقار طریقے اختیار کر لیتے ہیں۔ اور ناظرین کرام کو اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اگر مسلمان پر وہ پرانے تشریحات کے ماتحت عمل کریں جو مشورے فرمائی ہیں تو نہ مستورات پر کسی قسم کی بیجا اور تکلیف دہ پابندی عائد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ وہ حکمت اور مصلحت رائے رکھنا چاہتی ہے۔ جو اسلام سے پر وہ کا حکم دینے میں ملحوظ رکھنی ہے۔ ایدہ تیر

راج الوقت پر وہ مسلمانوں میں کسی طرح کا ہے۔ بعض تو ان اور بعض علاقوں میں ایسا پر وہ ہے۔ کہ ڈیویوں کو بھی پر وہوں میں سے گدائے ہیں۔ اور بعض قوموں اور علاقوں میں اس سے بھی بڑھ کر پر وہ ہے۔ کہ کہتے ہیں۔ عورت ڈولی ہیں آئے۔ اور پھر اس کا جتنا ہی نکلے۔ یہ پر وہ صریح ظلم ہیں۔ اور ان کا اثر عورتوں کی عدت اضلاقی۔ علم اور دین پر بہت ہی گندا پڑا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث سے اس قسم کے کسی پر وہ کا پتہ نہیں چلتا۔ قرآن کریم سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ اگر ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہ ہوتی۔ تو بعض اہل علم کے حکم کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خود آپ کی بیویاں اور آپ کی بیٹیاں باہر نکلتی تھیں۔ جنگوں پر جانا گھبیتوں وغیرہ پر کام کرنے کے لئے جانا۔ حاجات بشریہ پورا کرنے کے لئے جانا۔ نمازوں کے لئے جانا۔ علم سیکھنے۔ علم سکھانے کے لئے جانا۔ یہ نہایت ہی کثرت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور چھوٹی سے چھوٹی تاریخوں سے بھی اس کے ثبوت مل سکتے ہیں۔ ہزاروں واقعات اس قسم کے پائے جاتے ہیں۔ جن سے عورتوں کا گھروں سے نکلنا ثابت ہوتا ہے۔ فطرت انسانی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ مرد جو مضبوط ہے۔ اسے تو صحت کے درست رکھنے کے لئے باہر کی آب و ہوا کی ضرورت ہو۔ لیکن عورت جو فطرتاً گزور صحت لے کر آئی ہے اسے کھلی ہوا سے محروم کر دیا جائے۔

حدیثوں سے تو یہاں تک ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیوی حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ لوگوں کے سامنے مقابلہ دہوئے۔ اور ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اور ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے نکل گئے۔ پس اگر مرد پر وہ سے مراد اوپر کا پر وہ ہو تو یہ پر وہ نہایت ہی ظالمانہ پر وہ ہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں پر

ایک مانع ہے۔ جسے جس قدر جلد دور کیا جائے۔ اتنا ہی اسلام کے لئے بہتر اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ ہماری نسلیں اس پر دے سے کمزور ہو گئی ہیں۔ ہماری عورتیں دین و دنیا سے جاتی رہی ہیں۔ ہم غیر قوموں کا نشانیہ ظمن بن رہے ہیں۔ اور دین کو لوگوں کی نظروں میں ایک قابل ہنسی چیز بنا رہے ہیں۔

ایک پر وہ ہمارے ملک میں یہ ہے۔ کہ عورتیں برقع پہن کر باہر نکلتی ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر تک چلی جاتی ہیں۔ اور اس سے زیادہ ان کو اجازت نہیں ہوتی۔ یہ پر وہ گواہوں کے پر وہوں کے برابر قابل اعتراض نہیں۔ لیکن اس سے بھی عورتوں کے ذہنی ارتقا اور ان کی صحت کی ترقی میں ایسی رو نہیں ملتی۔ کہ اسے قومی ترقی کے لئے کافی سمجھا جائے۔ دوسرے ہمارا پٹا برقعہ یا تو عورت کی عدت کو برباد کرنے والا ہے۔ یا پر وہ کے نام سے بے پردگی کا موجب ہوتا ہے۔ اس برقعہ سے اوپر سے لیکر نیچے تک ایک گنبد بنا ہوا چلا جاتا ہے۔ عورت کے ماتھے بھی اندر بند ہوتے ہیں۔ اگر وہ بچے کو اٹھائے۔ یا کسی اور چیز کو اٹھائے۔ تو سر سے پاؤں تک اس کا اگلا حصہ سارے کا سارا تنگا ہو جاتا ہے۔ اور ایک ایسا خفارت پیدا کرنے والا نظارہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے پر دے سے طبیعت خود بخود نفرت کرتی ہے۔ اس سے بہتر اور بہت بہتر وہ چادر کا طریق تھا جو برقعہ کی ایجاد سے پہلے راج تھا۔ عورت اپنے کام بھی کر سکتی تھی اور اپنے آپ کو لپیٹ بھی سکتی تھی۔ یہ برقعہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ یا تو صحت کے لئے مضر ہے۔ اور یا پھر پر دے کے کام کا نہیں۔

میرے نزدیک نیا برقعہ جسے ترکی برقعہ کہتے ہیں۔ پر دے کے لحاظ سے تمام برقعوں سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ اس میں اتنی اصلاح کر لی جائے۔ کہ وہ جسم کے اوپر لپٹا ہوا نہ ہو۔ سیدھا کوٹ کی طرح ہو۔ جو کندھوں سے پاؤں تک آتا ہو۔ ایسا کوٹ ہو۔ جو جسم سے اعضا کو الگ الگ کر کے دکھانا ہو۔ اگر اس قسم

کا کپڑا جائز ہوتا تو پھر جسم کے کپڑے کافی تھے۔ ان کے اوپر کسی اور کھلے کپڑے کے لینے کا قرآن مجید حکم نہ دیتا۔ اس برقعہ میں یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ چونکہ ماتھے کھلے ہوتے ہیں عورت سب قسم کے کام اس برقعہ میں کر سکتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کہ ڈاکٹر اور پشین کے وقت ایک کھلا کوٹ پہن لیتا ہے۔

پر دے کا قرآن کریم نے ایک اصل بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے پر وہ ضروری ہے۔ الا ما ظہر منہا یعنی سوا اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی چیزیں تو درہیں۔ یعنی قد اور جسم لیکن عقلا یہ بات ظاہر ہے۔ کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا وقت کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ وہ پر دے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت طیب عورتوں کی بیض دیکھنا ہے۔ بیاری مجبور کرتی ہے۔ کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔ اگر منہ پر کوئی جلدی بیماری ہے۔ تو طیب منہ بھی دیکھیگا۔ اگر اندرونی بیماری ہے۔ تو زبان دیکھے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں۔ اور ہماری بیٹی لیاں نگی ہو جاتی تھیں اس وقت بیٹیوں کا تنکا ہونا قرآن کریم کے حکم کے خلاف نہ تھا۔ بلکہ اس قرآنی حکم کے مطابق تھا۔ جب تک ضرورت کے لحاظ سے ضروری تھا۔ کہ عورتیں کام کرتیں۔ اور دوڑنے کی وجہ سے بیٹی لیاں خود بخود نگی ہو جاتی تھیں۔ کیونکہ اس وقت پانچواں صدی میں بیٹی لیاں کا دلچ تھا۔ اسی اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے شغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھینچنے پر آمادہ ہونے میں کام کرنا پڑے تو ان کے لئے آنکھوں اور ان کے ارد گرد کا حصہ کھلا ہونا نہایت ضروری ہوگا۔ پس الا ما ظہر منہا کے ماتحت ہاتھ سے لے کر منہ تک کا حصہ کھولنا ان کے لئے بالکل جائز ہوگا۔ اور پر دے کے حکم کے مطابق۔ بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کر سکتیں اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لئے اور ضروریات معیشت کے لئے کھولنا پڑتا ہے۔ بشرطیکہ وہ معیشت جائز ہو۔ اس کا کھولا پر دے کے حکم میں شامل ہی ہے۔

لیکن جس عورت کے کام اسے مجبور نہیں کرتے۔ کہ وہ کھلے سیدانوں میں نکل کر کام کرے۔ اس کا منہ اس کے پر دے میں شامل ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں صاف آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں۔ کہ اس کی شکل کیسی ہے۔ اس کا باپ شکل دکھانے سے انکار کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ شادی کے لئے شکل دیکھنی جائز ہے۔ جب اس شخص نے جا کر لڑکی کے باپ سے ذکر کیا۔ تو پھر بھی اس نے اپنی شکل سمجھنے ہونے لڑکی کی شکل دکھانے سے انکار کیا۔ لڑکی اندر ہی بات کر رہی تھی

وہ اپنا منہ نہ لگا کر باہر آگئی۔ اور اس نے کہا۔ جب رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ منہ دیکھو تو پوچھو نہیں کیا انکار ہوتا ہے۔ اگر طبیعتی عورتوں کے لئے منہ کھلا کرنا جائز ہوتا تو یہ سوال بھی پیدا نہ ہوتا۔ اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنی ایک بیوی کے ساتھ جن کا نام صفیہ تھا۔ شام کے وقت گلی میں سے گزر رہے تھے۔ اپنے دیکھا کہ دو آدمی سامنے سے آ رہے ہیں۔ اور آپ کو کسی وجہ سے مشہہ ہوا کہ ان کے دل میں شائد یہ خیال ہو۔ کہ میرا ساتھ کوئی اور عورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کا چہرہ نہ لگا کر دیا۔ اور فرمایا دیکھو یہ عسفیہ ہے۔ اگر منہ کھلا رکھتے تو اس قسم کے خطرہ کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔

اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے۔ کہ جب وہ جنگ صفین میں فوج کو لڑا رہی تھیں۔ اور ان کے ہر درج کی رسیوں کو کاٹ کر گرا دیا گیا تھا۔ تو ایک خبیث الطبع خارجی نے ان کے ہر درج کا پردہ اٹھا کر لیا تھا۔ اور ہر درج سرخ و سفید رنگ کی عورت ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں منہ کھلا رکھنے کا طریق رائج ہوتا۔ تو جب حضرت عائشہ ہر درج میں بیٹھی فوج لڑا رہی تھیں۔ اس وقت وہ انہیں دیکھ چکا ہوتا۔ اور اس کے لئے کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی۔ اسی طرح بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں۔ پس بعض طبقات کی عورتوں کے لئے منہ کو جس قدر ہوسکے چھپانے کا یہی حکم ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ جو یہ ہے۔ وَ لِيُصْطَرِّفَ بَعْضَهُمْ رِجْلَهُمْ إِلَىٰ رِجْلِهِمْ لِيُحْشِرُوا فِيهَا مَنِ اسْتَرْتَبَا فَسُيْرُوا فِيهَا فَانظُرْ إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ فَسَيُؤْتُونَكَ حَسْرَةً لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ یعنی اپنے سر کے ردیوں کو کھینچ کر اپنے منوں تک لے آیا کریں۔ جتنا کسی چادر یا دوپٹے کا م نہیں ہے۔ بلکہ اس ردیوں کا نام ہے جو کام کر کے وقت عورتوں کے سر پر رکھ لیا کرتی ہیں۔ پس اس کے یہ معنی نہیں کہ دوپٹے کی آچل کو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ کیونکہ خمار کی آچل ہونا ہوتی۔ وہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ سے ردیوں کو اتنا نیچا کر دو کہ وہ سینے تک آجائے۔ جس کے نتیجے میں کہ سامنے سے آنے والے آدمی کو منہ نظر نہ آئے۔ پردہ کا سوال ایک حد تک عورتوں اور مردوں کے ملنے جلنے کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق قرآن اور حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ پردے کے قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے عورت ہر قسم کے کاموں میں مردوں کے شریک حال ہو سکتی ہے۔ وہ مردوں سے پڑھ سکتی ہے۔ لیکر سن سکتی ہے۔ لیکر سنا سکتی ہے۔ مجالس و عطا اور لیکچروں میں مردوں سے الگ ہو کر بیٹھ سکتی ہے۔ ضرورت کے موقع پر اپنی رائے کو بیان کر سکتی ہے۔ اور بحث کر سکتی ہے۔ ایسے

امور جن میں عورتوں کا دخل ہے۔ ان امور میں عورتوں کا مشورہ لینا بھی ضروری ہے۔ عورت حاجت کے وقت مرد کے ساتھ مل کر بھی بیٹھ سکتی ہے۔ جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص سوار جا رہا ہو اور عورت پیادل ہو تو اس عورت کو اپنے پیچھے بٹھالے۔ ہمارے ملکی رواج کے مطابق اگر کوئی شخص ایسا کرے تو شائد ساری قوم اس کا بائیکاٹ کر دے۔ لیکن شریعت کے احکام آج سے ۱۰۰ سال پہلے مل چکے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے ماتحت میں نتوی دوں گا۔ کہ اگر عورتوں کی گاڑیوں میں خطرہ ہو تو مرد عورت کو اپنے پاس مردانہ گاڑی میں بٹھالے۔ یا عورت ایسی مردانہ گاڑی میں جا بیٹھے۔ جہاں وہ شریف مردوں کی موجودگی میں اپنی عزت کو بے نسبت اٹھ کرہ میں بیٹھنے کے زیادہ محفوظ سمجھتی ہو۔

آخری نبی اور آخری مسجد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انی آخر الانبیاء و صدی جدی آخر الابد و سلم میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کی نوعیت کو اپنی مسجد کے آخری مسجد ہونے کے معنی میں قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے آئندہ مسجد "دہی کہلا سکتی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ اور آپ کی مسجد کے طرز پر ہو۔ ایسے ہی نبی دہی بن سکتا ہے۔ جو آپ کی خواہ اور آپ کے رنگ میں رنگین ہو۔ بجز مخری دروازہ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس صاف اور واضح حدیث کی بھلا کوئی کیا تاویل کرے گا؟ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے پیغام صلح "۱۵ فروری" میں اس حدیث کے متعلق فائدہ فرمائی کی ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ بہت ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود اس کی کوئی مفید مطلب تاویل آپ نہیں کر سکے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:- "آخر المساجد کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ کا قبلہ آخری قبلہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں ہو سکتا۔ اس کے معنی یہ تو نہیں ہو سکتے کہ اب کوئی مسجد نہیں بنے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں خدا کی عبادت قائم کرنے آئے تھے۔ نہ کہ مٹانے پس آپ کس طرح فرما سکتے تھے کہ میرے بعد اب مسجد

مقام ضروری ہے جب آخر المساجد کے معنی یہ تو نہیں ہو سکتے۔ کہ اب کوئی مسجد نہیں بنے گی۔ تو پھر آخر الانبیاء کے معنی یہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ کہ اب کوئی نبی نہ بنے گا؟ میں اپنے پیغمبر اور رسولوں سے کہوں گا۔ وہ خدا را ضرور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر الانبیاء کے ساتھ "آخر المساجد" کا ذکر کیا جس غلطی کا ازالہ فرمایا تھا۔ کیا وہ اس میں تو جتنا نہیں ہو گئے؟ جناب ڈاکٹر صاحب باپے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی عبادت قائم کرنے آئے تھے نہ کہ مٹانے۔ مگر اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ آپ دنیا کے لئے الہی فیضان اور ربانی نعمتوں کا دروازہ کھولنے کے لئے آئے تھے نہ کہ بند کرنے کے لئے۔ پس آپ کس طرح فرما سکتے تھے کہ میرے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ہاں یہ جگہ ہے۔ کہ مکمل جامع اور محفوظ قانون (قرآن مجید) کی موجودگی میں نئی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا۔ اور نہ نئی شریعت کی ضرورت ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب نے مسجدی کے معنی میرا قبلہ کرنے میں تاویل سے کام لیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں مسجد "سجدہ گاہ" کہتے ہیں نہ کہ جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ پھر اس تاویل کی تائید میں کیا انوکھی دلیل تحریر کرتے ہیں۔ کہ نبی کی مسجد اس کا قبلہ ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ کوئی اینٹ پتھر کی عمارت "گویا مسجد نبوی کا لفظ تمام امت غلط طور پر ہی استعمال کرتی رہی۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب کی توجہ مسلم کی اس حدیث کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اینٹ پتھر کی عمارت کو اپنی مسجد قرار دیا ہے۔ فرمایا:- "انما ایسا خرابی ثلاثہ مساجد مسجداً و مسجداً و مسجداً ایلیاء" (باب لاشد الرجال الا ثلاث) کہ سفر تین مسجدوں کی طرف کرنا چاہیے۔ بیت اللہ میری مسجد اور ایلیاء کی مسجد کی طرف۔ صاف ظاہر ہے کہ جب آپ نے مسجد الکعبہ کے علاوہ کوئی اور مسجد اپنی مسجد قرار دی ہے۔ تو وہ یقیناً وہی ہے۔ جسے ڈاکٹر صاحب "اینٹ پتھر کی عمارت" کے حضرات آمینہ امیر میں بیان فرماتے ہیں۔ ہاں ڈاکٹر صاحب کی تحریر سے شبہ پڑ سکتا ہے۔ کہ گویا ہر نبی کا علیحدہ اور نیا قبلہ ہوتا تھا۔ اور ہونا چاہیے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ آخری قبلہ تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر اور نبی کیسے آ سکتا ہے۔ مگر مندرجہ بالا حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس کو جو جلا اسرائیلی نبیوں کا قبلہ رہا ہے۔ "مسجد ایلیاء" (تاویل ڈاکٹر صاحب قبلہ ایلیاء) قرار دیا اس بات کو صاف کر دیا۔ کہ ہر نبی کے لئے نیا قبلہ ضروری نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا بھی تو یہی قبلہ تھا۔ غرض

ذبح کرنے کا سائنٹیفک طریق

ڈاکٹر صاحب کی تاویل نہایت بودی اور رکھنا ہے۔ پھر علی سبیل التسلیم ہم کہتے ہیں۔ کہ جس طرح المساجد سے صورت قیادات کی مساجد مراد ہیں یعنی فاص مسجدیں۔ اسی طرح الانبیاء سے صورت سے قبل اور نئے شرائع والے نبی مراد ہیں۔ یعنی خاص انبیاء گویا جس طرح اب نیا قید نہیں اور نئی مسجد نہیں۔ اسی طرح اب کوئی نئے قبلہ والا اور نئی مسجد والا نبی بھی نہیں۔ اور ویسا ڈاکٹر صاحب کو بھی اس سے اتفاق ہونا چاہیے۔ کہ ایسا نبی جو نیا قید نہ بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیہ ہو کر اور آپ کی اتباع سے باہر ہو کر دعوی نبوت نہ ہو۔ وہ نبی آسکتا ہے۔ کیونکہ جناب نے خود ہی تحریر فرمایا ہے۔

پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری مسجد نبوی قبلہ ہے جس کے بعد کوئی قبلہ نہیں۔ اور جس قبلہ پر بننے سے خود ہر ایک مسجد درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی مسجد کہلائیگی کیونکہ مسجد اپنے روئے قبلہ ہونے کی زبان حال سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر گواہی دے رہی ہے۔

گویا مسلمانوں کی بنا کردہ مساجد آخر المساجد میں رختہ انداز نہیں۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ پر بننے سے آپ ہی کی مسجد کہلائیگی۔ پس ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے اور آپ کی امت میں ہوتے ہوئے نبی بن جائے۔ تو وہ یقیناً آخر الانبیاء کے منافی نہیں۔ بلکہ اس کی نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفاد ہونے کے باعث درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نبوت کہلائیگی اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی (مغلی کا ازالہ)

ہاں اگر کوئی مدعی نبوت کو مشکوٰۃ محمّی سے مستفاد نہ قرار دے تو وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر تصدیق کے بغیر وہ سب جعلی اور بنا دلی سمجھا جائے گا۔ جس طرح آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مسجد اس قبلہ پر نہ ہو تو وہ مسجد نبوی بالآخر میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ کہ ہمارے مخالفت آخر المساجد کی کوئی معقول تاویل اپنی تائید میں نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر الانبیاء کے سمجھانے کے لئے آخر المساجد بیان فرما کر امت مرحومہ پر عظیم الشان احسان کیا ہے۔ اے کاش ہمارا دوست اس پر غور کریں۔ کیا جناب ڈاکٹر صاحب اپنے مخصوص انداز میں زنی کو چھوڑ کر معقولیت سے اس حدیث پر بحث کریں گے؟

فاکس اللہ دتا جا لندھری قادیان

ہاں اگر کوئی مدعی نبوت کو مشکوٰۃ محمّی سے مستفاد نہ قرار دے تو وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر تصدیق کے بغیر وہ سب جعلی اور بنا دلی سمجھا جائے گا۔ جس طرح آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مسجد اس قبلہ پر نہ ہو تو وہ مسجد نبوی بالآخر میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ کہ ہمارے مخالفت آخر المساجد کی کوئی معقول تاویل اپنی تائید میں نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر الانبیاء کے سمجھانے کے لئے آخر المساجد بیان فرما کر امت مرحومہ پر عظیم الشان احسان کیا ہے۔ اے کاش ہمارا دوست اس پر غور کریں۔ کیا جناب ڈاکٹر صاحب اپنے مخصوص انداز میں زنی کو چھوڑ کر معقولیت سے اس حدیث پر بحث کریں گے؟

فاکس اللہ دتا جا لندھری قادیان

تمام مہذب اقوام جانوروں کو کسی نہ کسی طریق سے ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کرتی ہیں مذبح کرنے کی غرض جسم سے خون مسفوح کا نکالنا ہے۔ چونکہ خون مسفوح میں جسم کے فضلات اور زہریلے مادے ملتے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا کھانا جسم کے لئے مضر ہے۔ اور نہ صرف جسم بلکہ باریک فطری قوی اور اخلاقی اور روحانی طاقتوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ جو قومیں مرزا خور ہیں۔ ان میں اہلیات کے سمجھنے کی استطاعت نہیں رہتی مثلاً خاکروب۔ چار سانس وغیرہ اسی طرح مردار خور جانور بھی سست بھدے بد شکل اور کاہل ہوتے ہیں۔ مثلاً چیل گدھ وغیرہ۔

ذبح کرنے کے کئی طریق ہیں۔ بعض قومیں خصوصاً یورپین لوگ مشین کے ذریعہ جانور کی گردن کاٹتے ہیں۔ ہندو اور سکھ جھنڈا کرتے ہیں۔ مسلمان اور یہود ذبح کرتے ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل اور سائنٹیفک طریق ذبیحہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر تمام طریقوں میں گردن (حرام مغز) فوراً داغ سے الگ ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اخراج الدم مکمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گردن کو اگر سر سے جدا کر دیا جائے۔ تو دل اور پھیپھڑوں کو ذرا ضعف پہنچاتا ہے۔ جس سے دل کی حرکت جلد بند ہو کر خون کا دورہ بند ہو جاتا ہے۔ اور خون پوری طرح جسم سے خارج نہیں ہو سکتا۔

(۱) ذبح کرنے کی حقیقی غرض جسم سے خون نکالنا ہے پس جانور کے جسم کے کسی حصہ کو کاٹ کر خون نکالا جا سکتا ہے۔ مثلاً ٹانگ بازو وغیرہ مگر گردن کے قریب چونکہ بہت سی شرائین اور اور ذہ جمع ہوتی ہیں۔ اس لئے ذبح کرتے وقت سمورے گردن کو کاٹنا جاتا ہے۔

(۲) ذبح کرنے کے لئے چاقو یا چھری ضروری نہیں۔ اس غرض تو شریانون کو زخمی کرنا ہے۔ چنانچہ تیرا کر بھی بعض جانوروں (مثلاً اونٹ) کو حلال کیا جا سکتا ہے۔ مگر دست سے زخمی کر کے حلال کرنا منع ہے۔

(۳) جانور کو ذبح کرنے سے قبل ذرا بھاگ لینے دیا جائے تو اچھا ہے۔ اس سے خون جلدی خارج ہوتا ہے اور گوشت بھی مزیدار ہوتا ہے۔ چنانچہ شکار میں جس جانور کے پیچھے دوڑ کر اور اس کو سانس چڑھا کر شکار کیا جائے۔ اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

۴۔ جانور کو زمین پر لٹا دو۔ اور بازو۔ ٹانگوں وغیرہ

کو مسبوٹ کیکر رکھو۔

(۵) گردن کی جلد کو ہاتھ سے اوپر اٹھا تاکہ جلد جلدی کٹ جائے۔ اور جانور کو زیادہ کھلیے کہ درد کا احساس جلد میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ (۶) چاقو پھرنے سے قبل بسم اللہ اللہ اللہ کہئے۔ یہ محض رسم نہیں۔ بلکہ اس میں روحانی قوت جسمانی قوت اور کبھی ہیں۔ اس سے ایک مقصود فطری کا خیال نہ آئے۔ اور انسان یہ خیال کرے۔ جو ان جانوروں کا حقیقی مالک ہے۔ اور جو ان سے اس کے حکم سے اس جانور کو حلال کرتا ہے۔ اس رجم کے مقابلہ میں حقیر ہے۔

۷۔ چاقو تیز ہونا چاہیے۔ اس کے تیز ہونے سے جلد آسانی سے کٹ جائیگی۔ اور جانور ہلکا ہوگا۔ دوسرے شریائین اور دریدیں اچھے ان کا منہ کھلا رہیگا۔ اور خون بخوبی خارج واضح ہو کہ کند چھری سے نہ صرف جلد کے جلدی جانور کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ شریائین صفائی سے کٹنے کے زخمی ہو جاتی ہیں۔ اور تنگ ہو جاتا ہے۔ جس سے اخراج الدم میں

(۸) چاقو کے ساتھ تمام شریائین اور عضلات ہوا کی نالی غذا کی نالی سب کو کاٹ ڈی کے مہروں کے قریب جا کر چاقو کو ہٹا لو ہڈی کو توڑ کر حرام مغز (مخاع) کو ہرگز نہ کاٹو مکمل طور پر خارج ہو جائے۔ اور جانور بار

تو سر کو جسم سے جدا کرنے میں کچھ مصلحت نہیں میں یہی فرق ہے۔ کہ جھنڈا میں حرام مغز (مخاع) نالیوں کو کاٹنے سے قبل کاٹ دیا جاتا ہے۔ جسے مکمل نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہے۔ کہ حلال کی گردن کو مکمل اخراج الدم سے قبل جسم سے

(۹) گردن کی شریائین اور دریدوں کو پوری جانور کو چھوڑ دینا چاہیے۔ تاکہ وہ اچھی طرح اس میں یہ حکمت ہے۔ کہ پھر کئے سے عضلات ہوتی ہے۔ اور خون کا دورہ تیز ہو کر ویریدی

طرح رخ کر کے جسم سے بخوبی خارج ہو جاتا کو تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔ کیونکہ جتنی دیر زیا کے اندر رہے۔ اتنی ہی جانور کو جاں کنی کی تکلیف ہوتی ہے۔ گو جانور کو پھر کئے ہوئے دیکھ کر اصل رحم ہی ہے کہ اس کو پھر کئے دیا جائے۔ تاکہ موت جلدی واقع ہو جائے۔ پس کسی حالت میں بھی

موت جلدی واقع ہو جائے۔ پس کسی حالت میں بھی

موت جلدی واقع ہو جائے۔ پس کسی حالت میں بھی

مائی اصلاح کی تحریک

۱۹۱۲ء کی اطلاعات پنجاب

بیہوشی کی اصلاح کی وہ تحریک جس نے چھ سال کے عرصہ میں منہج کی کایا پلٹ دی۔ اور جس کا حلقہ اثر پنجاب کے دیگر علاقوں میں بھی پھیل رہا ہے۔ لوگوں کی خاص دلچسپی اور توجہ کا شایع ہے۔

چھ سال گزرے مسٹر برین ڈپٹی کمشنر گڑگاؤں نے اپنے دیہات کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ آپ نے دیکھا کہ ان کو اپنے قدیم حالات کے بدلنے کا کوئی احساس نہیں تھا۔ کوئی واقعہ ہو۔ کوئی حالت ہو۔ وہ سمجھتے ہیں۔ یہ ہے۔ روز ازل سے اسی طرح لکھا ہے۔ جو ہو رہا ہے۔ ہرگز مسٹر برین نے سب سے پہلے اس بات کا ہتھیار کیا۔ کہ ان میں اپنے غرور و پیش کے حالات کو بدلنے کی خواہش پیدا کی جائے۔

عملی طور پر اس اصلاح کے یہ معنی تھے۔ کہ لوگ اپنے پرانے اور ذلتی عادات و خصائص کو خیر باد کہیں۔ دیہاتیوں کی سبندھی ہر ملک میں ضرب المثل ہے۔ اور ہمیشہ ان کے لئے سنگ تار ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک اس کے رہنے والوں کی ذہنیت میں ایک مکمل انقلاب پیدا جائے۔ ان کے حالات میں کسی قسم کی عملی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس ذہنیت کو بدلنے کے لئے مسلسل محنت و روز سرگرمی کی ضرورت تھی۔ چونکہ اصلاح کا کام ضلع کی

ادارہ غیر سرکاری اصحاب کی ذاتی نگرانی میں شروع کیا گیا۔ اس لئے ہندوستانی دیہات کی حقیقی حالت سے واقف ہوتے ہیں۔ کہ یہ اصلاحی ہم کس قدر دشوار ثابت ہوئی ہوگی۔ ان کی یہ حالت ہے کہ کثافت کا ایک بڑا ڈھیر سا نظر آتا ہے۔ گندگی اور کوڑا کرکٹ سے بھری ہیں۔ ساتھ ہی ان کے اردوٹی (کوڑا کرکٹ گوبر کا انبار) کے ڈھیر ہیں جن سے بچھڑے ہوئے بکریں بھوکے لائے مویشی چارہ کے سوکھے

کھا اٹھا کر کھا رہے ہیں۔ کہیں گندے غلیظ بچے کہیں بچے جن کو کوئی دیکھنے سنبھالنے نگرانی کرنے والا نہیں۔ بارش کا پھینٹا تمام کے تمام گاؤں کو کچھڑکی دلدل بنا دیتا ہے جس میں ان مویشی سب کو گزرا پڑتا ہے۔ یہ تو گاؤں کی بیرونی حالت کا شمار ہے۔ اندرونی حالت بھی کچھ کم زور نہیں۔ گھرانوں کی مشقت سے فرصت نہیں ملتی۔ گوبر کے اوپے بنا نا بھی اسی

بیب کا فرض ہے۔ حالانکہ بجائے اپلوں کے گوبر کھیتوں میں کھا دینے نہایت ضروری ہے۔ اس کی معروضیت کا یہ عالم ہے کہ اپنے گاؤں کی نگرانی تک نہیں کر سکتی۔ زندگی کی باقی آسائشیں تو گویا ان کے لئے خواب ہیں۔ گھر کی راحتیں اس کی قسمت میں کہاں

اس کا گھر محض ایک سرائے ہے۔ جہاں اس کا خاندان کھانا کھا کر سوتا ہے۔ اور کبھی کبھی کھانا بھی کھاتا ہے۔ دن کا کھانا بالعموم باکھیت میں جاتا ہے۔ وہ دن بھر کھیتوں میں کام کرتا ہے۔ اور زراعت کے پرنے نکلے تھکا دینے والے طریقوں سے تنگ آ کر دل دہل میں کڑھتا ہے۔ محنت ضرورت سے زیادہ صرف کرنی پڑتی ہے وقت ضرورت سے بہت زیادہ لگنا پڑتا ہے۔ گویا مشقت ہی گھر کی ختم ہی نہیں ہوتی۔ کبھی کوئی چھٹی نہیں۔ کوئی تفریح نہیں۔ کوئی دل کا بہلانا نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ قحط قرض اور ان دہانہ امراض کا خوف اس کے دل پر ہمیشہ مسلط رہتا ہے جن سے سالوں کی محنت ایک دم میں برباد ہو سکتی ہے۔ یہ حالات تھے۔ جن کو بدلنا تھا۔ اور یہ انقلاب تھا جسے پیدا کرنے کے لئے مسٹر برین نے حیرت انگیز ہمت و استقلال کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ جو ذرائع ایسی تبدیلی پیدا کرنے کے لئے موجود تھے۔ مسٹر برین نے ان سے بھی فائدہ اٹھایا۔ اور خود نئے طریقے بھی ایجاد کئے۔ ان کا روزمرہ کا مشغل یہ ہے کہ کبھی اس گاؤں میں چلے جاتے ہیں کبھی اس گاؤں میں تقریریں کرتے ہیں۔ لوگوں کو کام کرنے کی ہدایات دیتے ہیں کسانوں سے میل ملاپ پیدا کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ آنا دانا اور دوتانہ طریق پر تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ گویا تمام کاموں میں اس ذاتی دلچسپی کا اظہار فرماتے ہیں۔ جس کو ایسے مقاصد کی تکمیل کی جانی چاہیے۔ ان میں بڑا دھنک یہ ہے کہ سخت تھکا دینے والے اور افسردہ کرنے والے کام کو ایک برصطیقا تراشہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ان کی اس خوبی کی مثال سن لیجئے۔

گذشتہ چھ سال سے دہلی متھرا کی سڑک پر قصبہ پول کے جنوب میں ایک میل پرے ایک پڑا ہر میلہ لگایا جاتا ہے۔ گذشتہ سال یہ میلہ ۳ مارچ سے لیکر ۱۲ مارچ تک جاری رہا۔ اس میلہ کی کئی خصوصیات ہیں۔ محکمہ اسپان فوج کی طرف سے گھوڑوں کی نمائش ہوتی ہے۔ ہر سال قومی انجمن نمائش و افزائش نسل اسپان کی طرف سے ایک میڈل انعام میں دیا جاتا ہے۔ مویشیوں کی نمائش لگتی ہے۔ ہل چلانے کے مقابلے ہوتے ہیں۔ جیتنے والوں کو بہت سی ٹرائیاں اور نقد روپیہ انعام میں ملتا ہے۔ دیہاتی نمائش کا انتظام بھی قابل ذکر ہے۔ اس نمائش کے مختلف شعبے ہوتے ہیں مثلاً حفظان صحت کا شعبہ۔ زراعتی شعبہ جس میں تیار کن کیڑے اعلیٰ قسم کے بیج۔ ترقی یافتہ زراعتی آلات وغیرہ دکھائے جاتے ہیں۔ گوبر بڑے شعبہ الگ ہوتا ہے۔ صنعتی شعبہ میں کپڑا بننے اور کپڑا رنگنے کا سامان رکھا جاتا ہے۔ فنون اور دستکاری اور مویشیوں کی افزائش نسل کا شعبہ جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔

اس اصلاحی ہم کا ایک اثر تو یہ ہوا کہ وہ دیہات جن کی بددعا ایک میل تک پھیلتی تھی۔ اب بالکل صاف ستھرے نظر آتے ہیں کھاد کے ڈھیر اٹھا کر گاؤں کے باہر کھیتوں میں گر لھوں کے اندر ڈال

دئے جاتے ہیں۔ لوگ دو کھیتوں میں رفع حاجت کے لئے جاتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اب بچے اور کتے تک بھی اس مطلب کیلئے باہر جاتے ہیں۔ چینی کی بجائے خراس کام کرتا ہے۔ گھر والی کو کھیت میں کام کرنے عمدہ کھانا تیار کرنے اور بچوں کی نگرانی رکھنے ان کے کپڑے دھونے اور ناک منہ صاف کرنے کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے۔ بچوں کو زبور کم پہنایا جاتا ہے۔ وہ مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں۔ آج سے چھ سال پیشتر یہ حالت تھی۔ کہ لڑکیوں کے لئے کوئی سکول نہ تھا۔ اس کے بعد ۱۹۱۲ء میں ۱۳۳۲ چھوٹی بچیاں چھوٹے لڑکوں کے ساتھ مل کر کھلی گئیں تھیں۔ خاتمی کفایت شعاری کا سکول عورتوں کو عملی تعلیم دیتا ہے۔

اپلوں کے ڈھیر جو مسٹر برین کے الفاظ میں ہر گاؤں میں قریب قریب کی طرح نظر آتے تھے۔ اب ان کی جگہ بھوس کی بانڈھیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اب گوبر زمین کو زرخیز اور فصلوں کو بہتر بنانے کے کام آتا ہے گاؤں کی گلیاں بھی صاف ستھری ہیں۔ جو کوئیں پہلے غلیظ اور کثیف ہونے کے باعث بیماری کے جراثیم کے گھر تھے۔ اب صحت حالت میں ہیں۔ ان پر منڈیریں بانڈھ دی گئی ہیں۔ ان کا منہ کسی قدر بند کر دیا گیا ہے۔ پانی نکالنے کے لئے رہٹ لگا دئے گئے ہیں۔ اب یہ حالت نہیں۔ کہ جو کوئی بھی آئے اپنا غلیظ برتن کوئیں میں ڈال کر پانی نکال لے۔ اس وقت ۸ سو رہٹ کام دے رہی ہیں۔ بوائے سکادلوں کی پارٹیاں ہیں۔ جو کوڑوں کو صاف کتی رہتی ہیں۔ ان میں دافع جراثیم ادویات ڈالتی ہیں۔ اب یہاں لوگ موسم خزاں میں کوئیں کے استعمال چھپک کا ٹیکہ لگاتے اور جوہوں کو ہلاک کرنے کے موضوع پر بڑی دلچسپی سے گفتگو کرتے ہیں پہلے یہ لوگ ان کو بے معنی اور فضول سمجھتے تھے۔ کھیتوں میں جوہوں کو زہر کے ذریعہ ہلاک کرنے کی ہم اختیار کی گئی۔ تو ۲۵۰۰۰ ایکڑ اراضی ان خطرناک جانوروں سے پاک صاف ہو گئی۔ ۱۹۱۲-۱۹۱۳ء میں جہاں صرف ۱۲۹۲۶ اشخاص نے ٹیکہ لگوا یا تھا۔ اب ان کی سالانہ تعداد ۲۲۲۴۷ تک پہنچ چکی ہے۔ گذشتہ دو برسوں میں ۱۲۱۵۵۵ ٹیکے لگوائے گئے۔ اب لوگ اسپتالوں میں آنے پر نہیں جھکتے۔ بلکہ ۱۹۱۲-۱۳ میں ۲۸۸۵۱۰ مریضوں نے ان سے فائدہ اٹھایا تھا۔ گاؤں کے باہر کھیتوں میں ترقی یافتہ ہل چلائے جاتے ہیں۔ اب زمین میں زیادہ بچی اور بافراط کھاد ڈالی جاتی ہے۔ آسٹریلیا کے باجرہ اور صوبہات متحدہ کے آلوؤں کے بیج پہلی مرتبہ استعمال میں لائے گئے ہیں۔ ۱۹۱۲-۱۳ میں ۳۶۷۵۰ ایکڑ اراضی میں ۸ الف گندم اور ۱۷۰ ایکڑ زمین میں گلجانی بنلا کپاس بونی گئی۔ جدید قسم کے ہل اور میرو اور آپاسٹی کے بہتر ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اعلیٰ بیلوں کی افزائش نسل کی تحریک کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ

مویشیوں کی عام حالت بہتر ہو گئی ہے۔ خراب ساڈھ بیلوں کو اختہ کیا جاتا ہے۔ چھ سال پہلے یہ بات کسی کو معلوم نہ تھی۔ ان کی جگہ

قربانیاں
اپلوں کے ڈھیر جو مسٹر برین کے الفاظ میں ہر گاؤں میں قریب قریب کی طرح نظر آتے تھے۔ اب ان کی جگہ بھوس کی بانڈھیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اب گوبر زمین کو زرخیز اور فصلوں کو بہتر بنانے کے کام آتا ہے گاؤں کی گلیاں بھی صاف ستھری ہیں۔ جو کوئیں پہلے غلیظ اور کثیف ہونے کے باعث بیماری کے جراثیم کے گھر تھے۔ اب صحت حالت میں ہیں۔ ان پر منڈیریں بانڈھ دی گئی ہیں۔ ان کا منہ کسی قدر بند کر دیا گیا ہے۔ پانی نکالنے کے لئے رہٹ لگا دئے گئے ہیں۔ اب یہ حالت نہیں۔ کہ جو کوئی بھی آئے اپنا غلیظ برتن کوئیں میں ڈال کر پانی نکال لے۔ اس وقت ۸ سو رہٹ کام دے رہی ہیں۔ بوائے سکادلوں کی پارٹیاں ہیں۔ جو کوڑوں کو صاف کتی رہتی ہیں۔ ان میں دافع جراثیم ادویات ڈالتی ہیں۔ اب یہاں لوگ موسم خزاں میں کوئیں کے استعمال چھپک کا ٹیکہ لگاتے اور جوہوں کو ہلاک کرنے کے موضوع پر بڑی دلچسپی سے گفتگو کرتے ہیں پہلے یہ لوگ ان کو بے معنی اور فضول سمجھتے تھے۔ کھیتوں میں جوہوں کو زہر کے ذریعہ ہلاک کرنے کی ہم اختیار کی گئی۔ تو ۲۵۰۰۰ ایکڑ اراضی ان خطرناک جانوروں سے پاک صاف ہو گئی۔ ۱۹۱۲-۱۳ء میں جہاں صرف ۱۲۹۲۶ اشخاص نے ٹیکہ لگوا یا تھا۔ اب ان کی سالانہ تعداد ۲۲۲۴۷ تک پہنچ چکی ہے۔ گذشتہ دو برسوں میں ۱۲۱۵۵۵ ٹیکے لگوائے گئے۔ اب لوگ اسپتالوں میں آنے پر نہیں جھکتے۔ بلکہ ۱۹۱۲-۱۳ میں ۲۸۸۵۱۰ مریضوں نے ان سے فائدہ اٹھایا تھا۔ گاؤں کے باہر کھیتوں میں ترقی یافتہ ہل چلائے جاتے ہیں۔ اب زمین میں زیادہ بچی اور بافراط کھاد ڈالی جاتی ہے۔ آسٹریلیا کے باجرہ اور صوبہات متحدہ کے آلوؤں کے بیج پہلی مرتبہ استعمال میں لائے گئے ہیں۔ ۱۹۱۲-۱۳ میں ۳۶۷۵۰ ایکڑ اراضی میں ۸ الف گندم اور ۱۷۰ ایکڑ زمین میں گلجانی بنلا کپاس بونی گئی۔ جدید قسم کے ہل اور میرو اور آپاسٹی کے بہتر ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اعلیٰ بیلوں کی افزائش نسل کی تحریک کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ مویشیوں کی عام حالت بہتر ہو گئی ہے۔ خراب ساڈھ بیلوں کو اختہ کیا جاتا ہے۔ چھ سال پہلے یہ بات کسی کو معلوم نہ تھی۔ ان کی جگہ

اقتباسات

احمدی فرقہ کی زندگی کا ثبوت

بخلاف تمام مسلمانوں کے ہم اس فرقے کی ہمیشہ تعریف کرتے رہے ہیں۔ اور آج سے نہیں تیس برس سے ہماری روش اس کے متعلق بھی رہی کیونکہ اس میں ایثار اور خلوص اور احکاماً خدا اور رسول کی پابندی بہت زیادہ ہے۔ جو بات ہمارے عام مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ علماء اور زماہد میں ملے گی وہ آپ اس کے ہر فرد میں پائیں گے۔ اور ہر فرد اپنے امام کے حکم کو ایک قانون حیات سمجھتا ہے۔ ہر تحریک پر جان اور مال نثار کرنے کے لئے ہر شخص آگے بڑھ جاتا ہے۔

ایک مہذبہ بڑا۔ مہذبہ افضل قادیان میں یہ تحریک کی گئی کہ ایک ہزار مساجد میں افضل کو تین مہینے کے لئے جانا چاہیے۔ دوسرے ہی دن پیر منظور احمد صاحب نے سبقت کی۔ اور پچاس روپیہ اس فنڈ کے لئے بیچ دیا۔ چالیس برس کی دعوت میں ۵ لاکھ احمدیوں کی تعداد کا ہوا جاننا اس وقت سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ بڑے سے بڑا ایم لے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہے۔ وکیل ہائی کورٹ ہے۔ مگر جھوٹی میں رہتا ہے۔ اور گائے بھینس کی سانی پانی اپنے ناف سے کرتا ہے۔ اور گائے کے دیکھنے کے سوا دوسرا کام اس کو نہیں رہتا۔ اس کے مشاغل زندگی میں یہ بات داخل ہے۔ کہ صرف خدا اور رسول کی تعلیمات سے کام رکھتے۔ قابل و فاضل ہو کر۔ صاحب اقتدا ہو کر فقر اس حدیث شریف کے مطابق ہے۔ "الفقر فخری"۔ (مشرق ۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

انجن احمدیہ قادیان کا خزانہ

سوسائٹیوں کے کام بغیر روپیہ کی مدد کے کبھی کامیابی سے چل نہیں سکتے۔ انجن احمدیہ قادیان کا خزانہ بھرنے کے لئے لوگ اپنی چند دونوں کی آمدنی ایک ہی بار دیکھ چھٹی نہیں لے لیتے۔ بلکہ وہ جہاں عمر بھرا اپنی ماہوار آمدنی میں سے کچھ کچھ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہاں اپنی اپنی وصیت میں اپنی جائداد کا کچھ کچھ حصہ انجن کے نام بھی لکھ جاتے ہیں۔ جس سے کہ وہ ہر کسی اسلام کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ افضل میں چند ایک وصیتیں شائع ہوئی ہیں جن میں سے صرف ایک کی نقل ہم یہاں درج کرتے ہیں میں نواب بیگم..... بقائمی ہوش دھواس باجوہ واکراہیہ فی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت کر لی ہوں۔ میری موجودہ جائداد وزیورات بھی ایسا ہر روپیہ حق مہر ہستہ روپیہ ہے۔ اس کے پانچ حصہ کی مالک صدیقین احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اس کے علاوہ جس قدر مندرکہ بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی پانچ حصہ کی مالک صدیقین احمدیہ قادیان ہوگی اس طرح کی رقم تھوڑی ہوں یا زیادہ۔ ہم نے دیکھا تو یہ ہے کہ کہ دان لینے والے عمر بھرا اپنی آمدنی میں سے کیا کچھ لینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کیا آریہ سخن بھی ذرا اپنے کرتویہ کی طرف اپنی درستی لے جائیں گے۔ (آریہ گزٹ ۲۴ مارچ ۱۹۲۸ء)

احمدیوں کا تبلیغی کوشش

اس امر واقعہ کے باوجود کہ احمدیوں کی تعداد مٹی بھر ہے ان کی ہمت قابل داد ہے۔ کہ ان کا پچار کوشش بڑا دستر ہے بھارت میں ہی نہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ان کے مشن قائم ہیں۔ جو احمدی تبلیغی سرگرمیوں کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔ ان ممالک میں ہی نہیں جہاں مذہبی پرچار کی کھلم کھلا آزادی ہے۔ بلکہ ان اسلامی ممالک میں بھی احمدی مشن کام کر رہے ہیں۔ جہاں انہیں مرتد گردان کر اسلام کے ماتحت ان کے قتل کو کارِ ثواب مانا جاتا ہے۔ گویا احمدی ہیں۔ کہ جان کو ہتھیلی پر رکھ کر بھی اپنے جھوٹے یا سچے عقائد کا پرچار کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی ہی لگن ہے۔ کہ ان کے خلاف اصول عقل و سائنس عقاید کو ان ممالک میں بھی سن لینے کے قابل بنا دیتی ہے۔ جو ہر دینی دینی ہر ایک چیز کی بنیاد سائنس پر سمجھتے ہیں۔

لیکن ان کے مقابلہ میں آریہ سماج کی ہمت دیکھئے کہ باوجود اس کے ذرائع احمدیوں سے بہت زیادہ وسیع ہیں۔ تاہم ان میں اصلی مشنوں میں دوش پرچار کا اتنا کبھی پیدا نہیں ہوا۔ یہ ٹھیک ہے کہ افریقہ۔ چینی اور مالیشیا آدی جہاں میں دیکھو ہم کے پالشنگ ہوئے۔ لیکن وہاں کے اصلی باشندوں میں پرچار کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان مہارتیہ لوگوں میں جو وہاں جا کر بود و باش اختیار کر چکے ہیں۔ (پرکاش ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

پرکاش "مادر ہند پرہے"

افضل قادیان میں کسی خاتون کا سفون شائع ہوئے۔ جس میں جاہل مسلمان گھرانوں میں مسلم خواتین کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "لو کہاموش سنہجھانے کے ساتھ ہی ماں کو محکوم۔ بہنوں کو رعیت اور بیوی کو پیر کی جوتی تصور کرتا ہے۔"

ہمیشہ کرشن کا اخبار پرکاش اس پر ملنے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے

نہ کاش! اسلام عورت کو پیر کی جوتی کے عقیدے کے بجائے مرد کا نصف ہونے کے عقیدے کا قائل ہوتا۔ تاکہ مستورات کو اس اسلامی عقیدے کے خلاف بغاوت کا سبب بلند کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

جو لوگ شیشہ کے گھروں میں رہتے ہیں۔ ان کو دوسروں پر پتھر پھینکنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر پرکاش کو اس سے انکار ہو کہ وہ شیشہ کے گھر میں رہتا ہے۔ تو ذرا اس مٹی کی کتاب مادر ہند کا نظر غائر سے مطالعہ کرے۔

حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں تندرہ

ڈاکٹر امیر ذریعہ دسن نامی ایک محقق نے جو کوئٹہ کالج آکسفورڈ کے فیلورہ چکے ہیں پرنسٹن یونیورسٹی میں حضرت یونس علیہ السلام کے تین دن تک ٹنگ ہی رہنے کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ اور اس واقعہ کی نسبت جسے سائنس دان طبقہ عام طور پر تسلیم کرنے کے لئے طیارہ ایسی سہاڑیں ہم پہنچاتی ہیں جن سے اس کا وقوع و کھدور کھنٹا ہوا ہے ڈاکٹر دسن لکھتے ہیں کہ دھیل مچھلی کی ایک قسم اسی اسی فٹ لمبی ہوتی ہے اور ان مچھلیوں کا پیٹ اتنا بڑا ہوتا ہے۔ کہ ایک وقت کم از کم کبھی انسان اس میں آرام سے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اب تک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دھیل مچھلی کا حل بہت تنگ ہوتا ہے۔ اور اس لئے کسی انسان کا سالم پیٹ میں جلا خاں غیر ممکن ہے۔ لیکن ڈاکٹر دسن لکھتے ہیں پیرموسل کا حل تنگ ہوتا۔ اور اس سے نہ صرف آدمی بلکہ اس سے بڑی بڑی چیزیں بھی بہ آسانی اندر پہنچ سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک مچھلی کا پیٹ چاک کیا گیا۔ تو اس میں سولہ فٹ لمبی شاکر مچھلی صحیح و سالم نکلی۔

انسان کے صحیح سالم مچھلی کے پیٹ میں پہنچ جانے کا سوال تو اس طرح حل ہو گیا لیکن دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا پیٹ کے اندر زندہ رہنا ممکن ہے؟ ڈاکٹر دسن اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کے لئے کافی ہوا ہوتی ہے البتہ درج حرارت وہاں زیادہ ہوگا۔ مثلاً ۱۰۴۔ اور یہ فارن ہٹ جو انسان کے لئے بخار کا درجہ ہے۔ تاہم اس میں زندہ رہنا ممکن ہے۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ محلہ میں جو عرق ہوتا ہے۔ وہ ہر شے کو بتدریج تحلیل کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر دسن اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ کسی زندہ شے کو ہر عرق نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور اگر ایسا ممکن ہو۔ تو خود مدہ تحلیل ہو جائے ان عقلی دلائل کے علاوہ واقعات بھی موجود ہیں۔ مثلاً بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۸۹۰ء میں ایک جہاز فاک لینڈ کے قریب دھیل مچھلی کا شکار کر رہا تھا۔ ایک موقع پر دھیل نظر آئی۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر اس کے بارے کے لئے دوڑے۔ ایک کشتی اٹھ گئی۔ اور اس کے طاقوں میں سے ایک شخص جس کا نام جیمس بارٹھ تھا۔ غائب ہو گیا۔ دھیل ماری گئی

۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء سے جہاز پر آئے اور گھڑے ٹوٹے کر لے گئے۔ وہ دن بھر کام کرتے رہے۔ تاہم ایک چیز کا اہم نام نہ تھا۔ لہذا پچھوڑ کر سونگے۔ زور سے دن بھر کام شروع کر دیا۔ بعد ازاں لگایا۔ تو اس میں سے جیمس بارٹھ نکلا۔ وہ زندہ تھا۔ مگر اس کے جسم کی جگہ جگہ پر کھینچ کر لیا گیا ہوا تھا۔ اس کی کشتی بھی اٹھ گئی۔ اور دھیل سے اسے نکال لیا۔ شکاری اس کے پیچھے لگے۔ جب اسے بطور زخمی کر دیا۔ تو وہ سچ اب پر آگئی۔ اور اس لئے کہ قتل کے ساتھ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضیات زرعی موضع کوٹہ قیصرانی۔ موضع جھوک بودومہ ٹھٹہ۔ موضع بلانی موضع بھان موضع دنی و کچالہ۔ موضع قحطری شمالی و جنوبی موضع مورجھنی موضع بغلانی موضع ہڈوار چچے والی۔ برٹ مورجھنی موضع بروٹ منڈانی میں ہے۔ علاوہ ازیں فرنیئر علاقہ میں بھی میری ملکیت ہے۔ جو بوجہ فرنیئر ہونے کے کاغذات مال سرکاری میں اندراج نہیں ہوتے۔ اور مکانات ایک مکان خانگی۔ ایک مکان وساخ و باقی مکان ہمارے کوٹ قیصرانی میں مشہور ہیں۔ اور ایک سفید ٹکڑا زمین مستقل مکان خان بہادر سردار غلام خان صاحب تندر لٹڈ ڈیرہ غازیخان شہر میں ہے (۴) علاوہ اس جائداد کے حصہ روپیہ میری ماہوار آمد ہے۔ میں تازیت اپنی ماہوار آمد کا پانچ حصہ بھروسیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں گا۔ فقط ۲۹

الراٹم سردار امیر محمد خاں قیصرانی چیف آف آفیسری ٹریسٹریٹ سیکنڈ کلاس کوٹ قیصرانی حال دارالامان قادیان بقلم خود۔

گواہ شہ غلام قادر احمدی قیصرانی دلہ علی محمد خاں قیصرانی سکند کوٹ قیصرانی حوالہ دار قادیان دارالامان بقلم خود ۲۹۔ گواہ شہ فیض اللہ علی غنی احمدی خلوت ہزار محمد سوخان سنگانی سکند گورنری تحصیل شکرہ حوالہ دار قادیان شریف بقلم خود ۲۹

۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری سابقہ وصیت نمبر ۱۲۲۵ بدستور قائم رہے گی۔ اور میری وفات کے بعد اس کے مطابق عمل ہوگا۔ مگر میرا گذارہ آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت اندازاً ۲۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیت اپنی ماہوار آمد کا بھی پانچ حصہ بھروسیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں گا۔ فقط العبد حافظ سخاوت علی بقلم خود نوشتہ بمقام قادیان۔

گواہ شہ۔ محمد یامین تاجر کتب بقلم خود۔ گواہ شہ۔ غلام نبی ٹیڈیٹر الفضل قادیان۔

کمبت ۲۸۔ میں سردار امیر محمد خاں چیف آف قیصرانی ولد سردار امام بخش خاں صاحب تندر قوم قیصرانی پیشہ زمیندارہ۔ عمر ۲۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدا لٹھی احمدی سکند کوٹ قیصرانی۔ ضلع ڈیرہ غازیخان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کروا کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ گرد اسامی مبلغ سات سو روپیہ۔ مولشی بھیس و گھوڑا دو صد روپیہ برتن وغیرہ کچھ روپیہ۔ مکان قیصرانی کچھ روپیہ قیمت گیارہ صد روپیہ ہے۔ فقط ۲۸۔ العبد موسیٰ نظام الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان بقلم خود۔ گواہ شہ غلام الدین ترکھان بقلم خود۔ میں حافظ سخاوت علی ولد حاجی امام بخش صاحب قوم پیشہ قحطری ساز۔ عمر ۶۰ سال۔ تاریخ بیعت جنوری ۱۹۲۷ء ساکن شاہجان پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ

نمبر ۲۵۲۲ میں نظام الدین ولد عبدالسبحان کشمیری ساکن ڈیرہ غازیخان تحصیل نارو وال۔ ضلع سیال کوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد منقولہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کروا کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ گرد اسامی مبلغ سات سو روپیہ۔ مولشی بھیس و گھوڑا دو صد روپیہ برتن وغیرہ کچھ روپیہ۔ مکان قیصرانی کچھ روپیہ قیمت گیارہ صد روپیہ ہے۔ فقط ۲۸۔ العبد موسیٰ نظام الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان بقلم خود۔ گواہ شہ غلام الدین ترکھان بقلم خود۔ میں حافظ سخاوت علی ولد حاجی امام بخش صاحب قوم پیشہ قحطری ساز۔ عمر ۶۰ سال۔ تاریخ بیعت جنوری ۱۹۲۷ء ساکن شاہجان پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ

خاص الخاص رعایت

حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت خلیفہ ثانی ایڈ اللہ تعالیٰ

دیگر علمائے جماعت احمدیہ کی وہ کتابیں جو

بک پوٹالیف و اشاعت قادیان

پانچ اپریل ۱۹۲۸ء سے ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء تک عاریتی قیمت پر بیسنگی یعنی ان تمام کتابوں پر مقررہ میعاد کے اندر ساڑھے بارہ روپے فیصدی کمیشن دی جائے گی۔ جو بہت بڑی رعایت ہے۔ ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتری ہے۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

احباب
کو چاہیے کہ اس رعایت سے ضرور فائدہ اٹھانیکے لئے چند دوست ملکر آرڈر بھیجیں تاکہ ہر ایک کو الگ الگ کتابیں منگوانے میں زیادہ محصول ڈاک نہ دینا پڑے۔

جو
دوست اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ اس نیت پر اپنی درخواستیں بھیجیں۔ بک ڈپوٹالیف و اشاعت قادیان۔ ضلع گورداسپور

جو انجمن اپنے اپنے ہاں لائبریری قائم کرنا چاہیں۔ وہ اس رعایت ضرور مستفید ہوں گے۔

فہرست کتب کیلئے الفضل کالج پبلشرز

موتی سرمہ کی دھوم مچ گئی

ملک ایران سے ایک آواز

اب یہ کون نہیں جانتا کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ صحت لبر ککرسے - جلن - پھولا - خارش چشم - پانی بسنا - دھند - بخار - پڑبال - ناخوش گوٹاجنی - رونما - ابتدائی موتیا بند - غرضیکہ جلد امراض چشم کے لئے اکیس ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ جناب سید محمد عمر شریح چار بار دیران سے لکھے ہیں کہ میری آنکھیں کئی سال سے خراب تھیں۔ ڈاکٹروں کے علاج سے میری روح تبص ہوتی تھی۔ کوئی لائق طبیب یہاں تھا نہیں۔ کام کی زیادتی اور دیگر ذمہ داریاں ہندوستان جا کر علاج کرنے کے لئے تھیں لیکن روٹی میں بیچہ لگا کر ایک گھنٹہ بھی کام کرتا تھا۔ نو روزی صبح اس قدر سوج جاتی تھی کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور مارے درد کے جان جاتی تھی جس اتفاق سے ڈاکٹر دیشی صاحب کے چار بار تشرفیت لےنے پر اپنی آنکھیں دکھانیکا موقع ملا ڈاکٹر صاحب نے مہنت بھر آپ کا ایجاد کردہ سرمہ استعمال کرایا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ دن رات اپنا کام کرتا ہوں نظر صاف ہوگئی بیوی سے جاتی رہی۔ اپنا سرمہ جرت لکیر اثرات رکھتا ہو۔ آنکھ کے چاروں کیلئے نعمت بڑی ہے۔

پتہ: - میجر نور احمد شہر نور بلڈنگ قادیان - ضلع گورداسپور پنجاب

اکسیر البیدن آپکی کاپیٹ ویکی

پلیڈر مائیکورٹ کی شہادت

بیشک لوگ اشتہاری دنیا سے بدظن ہیں۔ مگر دوستو! پانچوں ٹیکیا کسان نہیں۔ ایمان داری دنیا سے منفقہ نہیں ہو چکی جس طرح ہمارے شہرہ آفاق موتی سرمہ رجسٹرڈ نے اپنے اثر سبالی سے پہلے کو گردیدہ نابالیاہے تھیک اسی طرح ہماری نیار کردہ اکسیر البیدن رجسٹرڈ بھی اپنے جادو اثر کی وجہ سے دن بدن لوگوں کے دلوں پر اپنا قبضہ جما رہی ہے۔ جس نے اس اکسیر کو ایک دفعہ بھی استعمال کیا۔ وہ گویا ہمیشہ کیلئے ہمارا زندہ رہتا رہے گا۔ چنانچہ محمد لغوی صاحب خالص صاحب نے اسے پلیڈر مائیکورٹ پنجاب گورداسپور سے لکھے ہیں۔ کہ میں نے آپ کی ساختہ دوائی اکسیر البیدن تو یہاں ایک استعمال کی اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اس دوائی کو جسمانی اور دماغی کمزوریوں کے لئے بہت مفید ہے۔ وہ لوگ جنہیں دماغی کام کو ناپڑتا ہو۔ انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہئے۔ اس سے بڑھکر اور کیا جادو اثر ہو سکتا۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فوراً اس کا استعمال شروع کر دیں جس سے آپ نئی زندگی حاصل کریں۔ ایک ناک کا قیمت محصول لکھی منگولے پر محصول ڈاک معاف رہے گا۔

پتہ: - میجر نور احمد شہر نور بلڈنگ قادیان - ضلع گورداسپور پنجاب

کافر نس پر آنے والے احباب

کی خاطر

بعض دوستوں کے بار بار اصرار پر قرآن مجید مترجم بطور زیور القرآن کی قیمت میں خاص رعایت یہ کی گئی ہے۔ کہ پانچ یا پانچ سے زائد کے خریدار سے بجائے پانچ روپے کے چار روپے فی قرآن مجید کے حسابے تا جرات قیمت لیجا بیگی۔ پس جن دوستوں نے اس رعایت سے فائدہ اٹھانا ہے۔ وہ اپنے اپنے ناموں کی معرفت نقد قیمت بھیج کر فائدہ اٹھائیں یہ رعایت نقد قیمت پر ہے۔ کافر نس پر اس طرح تمگانے سے دو طرح کا فائدہ ہے۔ ایک تو اصل قیمت میں رعایت۔ دوسرے محصول ڈاک کی رعایت جن کے نام نہ آسکیں۔ وہ بھی اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی رعایتی کتب کا اعلان کافر نس کے موقع پر ہوگا۔

کتاب گھر قادیان

اشتہار کی صحت کے ذمہ دار خود شہر ہیں۔

تھارات ہندوستان کی ترقی کا راز

آلات زراعت

ہندوستان میں گندم کی اوسط پیداوار ۱۲-۱۳ من فی ایکڑ ہے بڑھانے اس کے انگلستان میں ۲۴ من ۲۵ من جرمی میں ۳۲ من اور ہنگری میں ۴۰ من فی ایکڑ ہے۔ اگر آپ بھی پیداوار بڑھانے کے خواہشمند ہیں تو ہمیں زراعتی آلات طلب فرمائیں ہمارے ہاں سینٹری فیوگل پی۔ آہنی رولٹ۔ انگریزی ہل۔ چارہ کتر کی مشینیں اور دیگر کے سببہ جات غیر عمدہ مضبوط اور ہلکا ہونے کی بخش تیار ہوتے ہیں۔ اخبار کے حوالہ سے طلب کرنے پر بانٹو فرم مفت ارسال خدمت ہوگی۔ ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوڈا گران مشینری سٹالہ پنجاب

طالب علموں۔ لیکچراروں و دیگر اصحاب تحریر و تقریر پیشہ کیلئے

محبت التائیر تحفہ

نہایت معتبر اور بڑا دفعہ کی آرزو۔ مستقل طور پر دل و دماغ کو طاقت پر توجہ کر حافظہ کی قوت کو بحال ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے واسطے قائم رکھنے والی اور یہ خطا ایجاد ہے۔ اس کے استعمال سے صرف ایک مہینہ میں قوت ذہنی کے علاوہ جسم کی تیاری میں تیز رفتاری تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس کے مصنوعی خون اور ستوی اعداد بھی ہے۔ جس نے ایک دفعہ آزمائش کر لی ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے جسم شہر میں گیا ہے۔ نونہ محصول ڈاک کیلئے دو آنے کا ٹیکٹ بھیج کر طلب فرمائیں قیمت ایک آنے کا اور دو آنے کیلئے تین آنے کا علاوہ ملنے کا پتہ۔ میجر سولکٹیکل ٹال روپر ضلع استبالہ پنجاب

تخالف پشاو

مشہدی لنگیاں اور پشاوی کلاہ ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں اور مشہدی رومال ایڈی سوٹ کے مشہدی قنادیر۔ کلاہ پشاوری و پشاوری اور قیمتیں ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں۔ ہال پینڈنہ آسنے پر محصول ڈاک کاٹ کر قیمت واپس دی جائے گی یا اس کے پتہ حسب نفاذ خریدار کو دوسری چیز دی جائے گی۔

مقام حیدر میاں محمد احمدی خیر چنڈ بازار کریم چوہہ پشاو

ہندوستان کی خبریں

دہلی۔ ۳۰ مارچ۔ آج صبح شاہی کمیشن کے کئی اراکے پنجاب لیڈنگ ایگریکولچر سے براہ بیوی انگلستان روانہ ہو گئے۔ دودھ ورت بیٹی لکھتا ہے کہ ناسا میں اس طرح کی شدھی کے وقت اچھوتوں سے بڑا سلوک کیا گیا۔ یورپیوں کو تقریب میں شامل ہونے دیا گیا۔ لیکن اچھوتوں کو بوجھ دیکھنے کے لئے ہون کے لئے جانے والی جگہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ دور فاصلہ پر کھڑے رہیں۔

لاہور۔ ۳۰ مارچ۔ سردار دیو چندر سنگھ جسر سٹیٹ ورچہ اول نے ایک شخص جان محمد کو ایک سال قید سختی کا حکم اس الزام میں دیا کہ اس نے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد پانچ آنے کی ایفون کھانے سے خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی۔

لاہور۔ ۲۹ مارچ۔ آج ٹائیگرٹ کی نل بیچ کے رورڈ جسر جسٹس برادرے۔ جسر جسٹس سیرین اور سٹر جسٹس دیپ سنگھ پر سکل تھی۔ سچاؤ عدالت کے ایڈووکیٹ سردار سنگھ سنگھ کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ پیش ہوا۔ قاضی نے ملزم کو پری کر دیا۔

دہلی۔ ۳۰ مارچ۔ سر باسل بیکٹ نے آج اپنے ہند سے دوستوں جن میں سیرکاری اور غیر سیرکاری اصحاب اور ممبران اسمبلی بھی شامل تھے، لائٹ جاکو بیورو سیشن پر مصافحہ کیا۔ انہوں نے اس کو ریلوے سٹیشن پر خیر باد کہنے کے لئے جمع تھے۔ لکھنؤ کی ایک تازہ اطلاع منظر ہے کہ نئے تختہ اسمارچ کے اندر صوبہ جات متحدہ میں ۱۹۲۰ء کے انتخابات ہو گئے۔ علی مراد آباد، شاہ پور، بنارس اور فیض آباد اور سہارن پور میں ٹیگس کا بڑا دور ہے۔

سیام کے جنگلوں کی سیاحت کرنے ہوئے امریکہ کے ایک سیاح نے ایک پرائمر مشین منظر کیا ہے۔ جو کئی سال ہونے میں کے نیچے داب گیا تھا۔ اور جس کے اوپر جنگل پیدا ہو گیا تھا۔ یہ امریکہ کو اسے ہڈا سیل کے حاصل پر ہے۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس شہر میں کئی لاکھ کی آبادی تھی۔

لکھنؤ میں دو تین روز سے ہندی کے مطبوعہ اشتہات لگ رہے ہیں۔ جن میں بہت اقوام کی طرف سے حقوق کو بجا رکھنا مناسب آبادی تقسیم کرنے کا مطالبہ پیش کیا گیا ہے۔

دہلی۔ ۲۸ مارچ۔ نظام الدین میں بھائی سانویا کے قتل کا مقدمہ تھا۔ آج اس مقدمہ کی شہادت ہوئی۔ وکیلا صفی

ممالک غیر کی خبریں

میکسیکو۔ ۲۷ مارچ۔ سان اسدرو ریچ سے جو سان فرانسسکو ڈی رنچن کے قریب ہے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں منگل اور بدھ کے روز نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں ۹۵ باغی مارے گئے۔ اور ۱۰۰ زخمی اور ۱۰۰ گرفتار ہوئے۔ ہلاک شدگان میں ۲ پادری ۲ فوجی افسر اور ۱۰ سپاہی شامل ہیں۔

لندن۔ ۲۸ مارچ۔ رائیٹر کو معلوم ہوا ہے کہ شاہ ایران اللہ خان اور سر اسٹون چمبر لین اور قائم مقام وزیر خارجہ افغانستان کے مابین جو دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اس میں انگریزی افغانی اتحاد کے مسئلہ پر نہایت مفصلی سے گفتگو اور کشادہ دلی کے ساتھ غیر رسمی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

لندن۔ ۲۸ مارچ۔ مسائیلہ لڑان لڑن آج کل اس خبر میں بے حد دلچسپی ہے۔ جو کیمپ ٹاؤن سے اس طلب کی موصول ہوئی ہے۔ کہ نووا پیکور میں نامی ستارہ جو دنیا کے ستاروں میں بجا عظمت و شان گیا رکھتا ہے۔ وہ کبھی بصر حد آلات آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ وہ پلٹکر دو گھنٹے ہو گیا۔

لندن۔ ۲۹ مارچ۔ شاہ افغانستان کا قصد ہے کہ تارسا، ماسکو اور ترکی اور ان ممالک کے دیگر صدر مقامات پر بھی بفرض سیاحت کٹر لین لیجائیں۔

لندن۔ ۳۰ مارچ۔ ایک سوال کے جواب میں سر اسٹون چمبر لین نے دارالعوام میں بیان کیا کہ جمعیتہ الاقوام نے اس وقت تک جو قواعد و مواعید اور دستاویز شائع کی ہیں۔ ان کی تعداد ۳۲ ہے۔ حکومت برطانیہ نے ان میں سے ۲۰ کاغذات پر دستخط کر لئے۔ اور ۲۲ دستاویزوں پر ملک مخم نے بھی دستخط کر لئے ہیں۔

لندن۔ ۲۹ مارچ۔ وائی کاؤٹھ کیو سیانٹن لارڈ جاسٹس انتقال کر گئے ہیں۔

لندن۔ ۳۰ مارچ۔ آج صبح کو ہندوستان کی ٹیلی ٹیم یہاں پہنچ گئی۔ کل ریلوے سٹیشن میں یہاں کی ٹیم سے ان کا تعارف کرایا جیسے گا۔ اور وہیں پہنچا ہیچ ہوگا۔ اس کے بعد ۲۔ اپریل کو دبئی میں اور ۱۰ مارچ کو اسکاتلڈس سے ہمارے پہلی کو مقابلہ ہوگا۔

لندن۔ ۳۱ مارچ۔ ایک انگریز عورت اس امر کے لئے میدان میں آئی ہے کہ وہ بچہ اور قیاس کو بریوہ ہوائی جہاز عبور کرے۔ اس سے پہلے کئی ہوا باز نام کام نہیں ہو چکے ہیں۔

کے ضمانت پر رہا کئے جانے کی درخواست کی تھی۔ کیونکہ اس کو طحال کی شکایت تھی۔ اور اس کا علاج ڈوری تھا۔ بجز اس کے ضمانت کی درخواست نامنظور کر دی تھی۔ مگر نیڈنگل افسر کے استصواب رائے کیا تھا۔ جس نے تصدیق کی ہے کہ ملزم کو شکایت ضرور ہے۔ اس پر عدالت نے حکام جیل سے سفارش کی ہے۔ کہ ملزم کو جیل کے ہسپتال میں داخل کر کے اس کا علاج کیا جائے۔

دہلی۔ ۳۱ مارچ۔ سر کریم بھائی ابراہیم آج شام کے ساڑھے تین بجے حرکت قلب کے بند ہو جانے سے یکایک فات پا گئے۔

دہلی۔ ۳۱ مارچ۔ یکم مئی ۱۹۲۷ء سے درہ خیبر کے راستہ کابل جانے والوں کے لئے پاسپورٹ انسپکٹر جنرل پولیس صوبہ شمال مغربی کے دستخطوں سے دئے جایا کرینگے۔ اس سے پیشتر یہ پاسپورٹ موسم سرما میں چیف کمنڈر اور موسم گرما میں پولیس انسپکٹر خیبر دیا کرتے تھے۔

جیل پور۔ ۳۰ مارچ۔ جن مسلمانوں کو کم تانے اور ہندوؤں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے خضر ناک بم لپٹے تھے میں کئے کی پاداش میں سشن سپر دیا گیا تھا۔ ان میں سے دو کو سشن پانچ نے ارکان جوری کی کثرت رائے سے دس دس سال قید بعد دو ریٹے مشور اور باقیوں کو سات سات سال قید بعد دو ریٹے مشور کی سزا دی ہے۔

لاہور۔ ۲۹ مارچ۔ مشرقی اور وسطی زبانوں کے امتحان کے داخلہ کی درخواستیں علی الترتیب ۵۔ اور ۱۱۔ اپریل تک لی جائیگی۔ ایسے امیدواروں سے جن کی درخواستیں ان تاریخوں کے بعد دفتر میں موصول ہوئی۔ تاخیر فی موصول کیجاگی۔ لیکن ایسی درخواستوں کا امتحان سے کم از کم ۱۵ روز پہلے آنا ضروری ہے۔ اس سال مشرقی اور وسطی زبانوں کے امتحانات علی الترتیب ۱۸ مئی اور ۱۰ جون کو شروع ہوں گے۔

الہ آباد۔ ۳۱ مارچ۔ کل مسلمانان الہ آباد کا ایک عام جلسہ ڈاکٹر فاروقی پر مشرک لارڈ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ایک تجویز منظور کی گئی۔ جس میں الہ آباد میونسپلٹی کی اس تجویز پر ظہار نفرت کیا گیا۔ جس میں ۹ سال سے کم عمر کے گائے کے ذبح کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور ان مسلم متغیر ارکان پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ جو اس علم کے باوجود کہ ایچڈ سے میا ذبح گائے کی تجویز ہے۔ میونسپل بورڈ کے جلسہ سے اس روز غیر حاضر رہے۔

سنگھڑ آباد۔ ۳۰ مارچ۔ ایک نوجوان براہمن ڈاکا اتھن میں دو دفعہ زخمی ہو گیا۔ اس کے بعد اس کو یہ اندیشہ تھا کہ میں کہیں تیرے زخمی ہو جاؤں۔ اس پر اس نے ایک جوتشی سے مشورہ کیا۔ جو قرضے کی۔ کہ وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اس پر نوجوان نے مایوسی ظاہر